خلیل احمد رانا کے لیے ۔

28/5/98

بیادِ امامِ اہلِ سنت مجددِ ملت اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز

سہ ماہی

افکارِ رضا

ممبئی

امام احمد رضا کے نعتیہ دیوان " حدائق بخشش " کا ایک سرسری مطالعہ ہی ان کی شاعرانہ عظمت کے سکے دلوں پر بٹھا دیتا ہے۔ آج تعصب سے الگ ہو کر اگر ان کی شاعری کا مطالعہ کیا جائے تو میر و غالب ان کے شاگردوں کی صف میں کھڑے ہوئے نظر آئیں گے۔ اطمینان قلب کیلئے ان کا یہ شعر دیکھئے

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

مولانا رحمت اللہ صدیقی۔ مدیر اعلیٰ۔ پیغام رضا

تحریکِ فکرِ رضا ۱۶۷، ڈمٹمکر روڈ، ناگپاڑہ ممبئی ۴۰۰۰۰۸

سہ ماہی ممبئی

افکارِ رضا

جلد ۴ اپریل تا جون ۱۹۹۸ء (۱۴) ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ تا صفر المظفر ۱۴۱۹ھ شمارہ ۲

فہرست

رابطہ کا پتہ : Correspondence Address

167, Dimtimkar Road , Nagpada , Mumbai - 400 008. (INDIA)

زیر ادارت

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

محمد زبیر قادری

اولاد کو سکھاؤ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی

ہم اہل سنت و جماعت کے نزدیک محبت رسول ہی عین ایمان ہے۔ عشق رسول ہی استحکام ایمان کا واحد ذریعہ ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ لیکن اہل سنت و جماعت کے علاوہ دیگر فرقے جو عشق رسول کے دعوے کرتے ہیں وہ محض ان کی منافقت ہے۔ (بلا تشبیہ و تمثیل) جس طرح ایک شخص کہتا ہے کہ ایک کار ہے مگر اس کے پہیے نہیں، اس کا اسٹیرنگ نہیں، اس کا انجن نہیں، اس کا بریک نہیں، اس کے دروازے نہیں......... تو بھلا بتایئے کہ وہ کار ہوئی کہ بے کار۔ اسی طرح فرقہائے باطلہ کا حال یہ ہے کہ وہ حضور کو نبی (غیب کی خبریں بتانے والا) تو کہتے ہیں لیکن غیب داں نہیں مانتے، وہ آپ کو قاسم تو کہتے ہیں لیکن تقسیم کرنے والا نہیں مانتے، وہ آپ کو مختار تو کہتے ہیں لیکن محتاج مانتے ہیں۔ وہ آپ کو قریب تو کہتے ہیں لیکن دور مانتے ہیں، وہ آپ کو معصوم تو کہتے ہیں مگر گناہ گار مانتے ہیں۔ تو بھلا سوچئے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والے مسلمان ہی کب رہے۔ اسی بات کو ڈاکٹر اقبال نے کتنے پیارے انداز میں کہا ہے۔ع

محمد کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے اسی میں ہو اگر خامی تو سارا دین نامکمل ہے

کیا کوئی عاشق ایسا بھی ہو سکتا ہے جو محبوب کی خوبیوں کو ڈھونڈنے کی بجائے خامیاں نکالتا رہے۔ اس کی تنقیص و اہانت ہی کرتا رہے۔ اسی لئے بدمذہبوں کے عشق رسول کے دعوے جھوٹے اور پر فریب ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے " المرء مع من احب " یعنی آدمی کا حشر اسی شخص کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ محبت رکھتا ہے۔

آج مسلمان کروڑوں کی تعداد میں پوری دنیا میں موجود ہیں۔ لیکن اس کے باوجود آج کا مسلمان کس مپرسی، زبوں حالی، بے روزگاری، مالی بدحالی، اخلاقی زوال جیسی سینکڑوں دنیاوی بیماریوں میں گھرا ہوا ہے بطور خاص ہماری نوجوان نسلیں، ہماری آنے والی نسلیں جو مستقبل کا سرمایہ ہیں، عشق رسول کے فقدان کے سبب بے راہ روی کی شکار ہیں۔ دنیاوی خود ساختہ مذاہب سے متاثر ہو کر دین حق سے ہٹ گئی ہیں۔ وہ اپنے رہبر و رہنما پیغمبر اسلام سے نا آشنا ہیں۔ ہماری یہ نوجوان نسلیں اللہ اور اس کے رسول، انبیاء، صحابہ، اولیاء، علماء، صلحاء کی محبت سے دور ہو گئی ہیں۔ اس کے برعکس ان کے دلوں میں فلمی اداکاروں، پاپ سنگروں، کرکٹروں، سیاسی لیڈروں یا زر، زن اور زمین کی محبت رچ بس گئی ہے۔ برصغیر میں مسلمانوں کے بچوں کی زبان پر رامائن اور مہابھارت کی کہانیاں تو ملیں گی۔ مگر اپنے نبی کی بے مثل

حیات سے وہ نا آشنا ہیں۔ فلمی اداکاروں اور کرکٹ کے کھلاڑیوں کی حیات اور کارنامے تو انہیں ازبر یاد ہیں۔ لیکن رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کی الف ب بھی انہیں نہیں معلوم۔ جب کہ ایک انگریز عیسائی نے آپ کو بے مثل سیرت کی بناء پر دنیا کے سو بڑے آدمیوں میں پہلے نمبر پر شمار کیا ہے۔ اس کے باوجود ہماری نئی نسلیں اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر دنیا کے بدکار، بدکردار، فاسق... بے دین افراد کو اپنا آئیڈیل بنائے ہوئے ہیں۔ اگر انہیں پر ان کا خاتمہ ہوا تو الامان والحفیظ۔

لیکن اس میں قصور کس کا ہے۔ قصوروار اولاد سے زیادہ والدین ہیں کہ انہوں نے اپنی اولاد کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم محبت نہیں سکھائی۔ جب وہ جانتے ہی نہیں کہ جو دین انہیں ورثے میں ملا ہے اسے کون لایا ہے؟ اس دین کو ماننا کیوں ضروری ہے؟ یہ دین دوسرے مذاہب سے برتر اور بہتر کیوں ہے؟ اس کے کیا تقاضے ہیں؟ اس میں کیا اوامر ہیں کیا نواہی ہیں۔ اس کے احکامات پر عمل پیرا ہو کر کس طرح ہم دنیا و آخرت سنوار سکتے ہیں۔ عشق رسول کیوں ضروری ہے اور اس کے کیا تقاضے ہیں؟ ___ وہ ان سوالوں کے جوابات سے نا آشنا ہیں۔ پھر کس طرح ہم ان سے یہ امید رکھیں کہ وہ صرف اور صرف دین حق پر ہی چلیں گے۔ باطل فرقے انہیں اپنے دام فریب میں نہیں الجھا سکیں گے۔ دنیا کی محبت ان پر حاوی نہیں ہو سکے گی۔ وہ اپنے ماں باپ کے فرمانبردار ہو سکیں گے۔ محبت رسول سے نا آشنا اولاد اپنے ماں باپ کی بھی نافرمان ہو جاتی ہے کیوں کہ جب انہیں اللہ و رسول کا خوف نہیں تو والدین کا ڈر کیوں کر رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ آج والدین اپنی اولاد کے ہاتھوں ذلتوں سے دوچار ہیں۔

بلاشبہ باطل قوتوں نے امت مسلمہ کی تباہی کے لئے نوجوان نسل کو خراب کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اسی لئے کہیں کھیل کود میں ملوث کر کے دین سے دور کیا جا رہا ہے کہیں منشیات کا عادی بنا کر ذہنی و جسمانی قوتوں کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ تو کہیں جدید ذرائع ابلاغ سے ذہنی تطہیر کے علاوہ فحاشی، عریانیت، بے حیائی کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ لیکن اگر ہم بچپن سے ہی ہم اولاد کو محبت رسول سکھانے کے ساتھ اچھی تربیت کریں تو انشاء اللہ اولاد کا مستقبل تابناک ہوگا کیوں کہ دانشور کہتے ہیں کہ اولاد کی تربیت کے ابتدائی چند سال بہت اہم ہوتے ہیں۔ جس میں اگر بچے پر سخت محنت کی جائے تو اولاد کے مستقبل میں بگڑنے کے خدشات بہت ہی کم ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم اور ہماری اولاد شیطانی حملوں سے محفوظ رہے اور دنیا و آخرت کی زندگی بہتر ہو تو اولاد کی تربیت میں محبت رسول کو مرکزی حیثیت دی جائے۔ جب تک مسلمانوں نے اولاد کی تربیت اس نہج پر کی کامیابی نے ان کے قدم چومے اور جب سے یہ رشتہ کمزور ہوا امت زوال کا شکار ہو گئی۔ نہ دنیا میں کوئی مقام رہا نہ آخرت میں۔

بلاشبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امت کے لئے کامل نمونہ ہیں۔ نوجوانوں کو تہذیب یافتہ بنانے، ان کے احساسات و جذبات کو بلند کرنے اور ان کے سامنے بلند پایہ نمونہ پیش کرنے کے لئے سیرت محمدیہ کا مطالعہ کرایا جائے۔ آپ کے مناقب، صفات، اخلاق اور مختلف طرز ہائے عمل کو پیش کیا جائے۔ اس اعتبار سے کہ آپ مخلوق کے سردار اور صاحب عظمت و کمال ہیں۔ آپ سے محبت اور کامل وابستگی سے دین و دنیا کی بھلائی اور آخرت میں نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور دنیا میں مسلمان ایک مثالی قوم کی طرح ابھر سکتے

ہیں جس کا تذکرہ تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اولاد کو عشق رسول کے جام بھر بھر کے پلائیں، عشق رسول میں انہیں مست و سرشار کردیں پھر انشاء اللہ مستقبل کے یہ معمار ہمارے لئے باعث فخر ہوں گے اور دین و سنیت کی ترقی، ترویج و اشاعت میں کارگر ثابت ہوں گے۔ آقائے نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ

میری آنے والی نسلیں ترے عشق ہی میں مچلیں
انہیں نیک تم بنانا مدنی مدینے والے

(نوٹ:۔ اداریہ لکھنے میں ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی کی تصنیف " علموا اولادکم محبتہ رسول اللہ " کے اردو ترجمہ " اولاد کو سکھاؤ محبت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی " سے مدد لی گئی ہے۔)

بشکریہ جناب خلیل احمد رانا صاحب
پیشکش:۔ محمد احمد ترازی

فن تجوید و قرات اور امام احمد رضا قدس سرہ

از:۔ حضرت مولانا محمد اعجاز انجم لطیفی کٹیہاری ایم۔اے

دنیائے اسلام میں ایسی شخصیتوں کی کمی نہیں جنہوں نے اپنے علم و فضل اور عقل و بصیرت سے ساری دنیا کو مستفیض اور متحیر کیا۔ بو علی سینا، عمر خیام، امام رازی، امام غزالی، البیرونی، فارابی وغیرہ وہ شخصیتیں ہیں جن کے علمی کارناموں پر رہتی دنیا تک فخر کیا جائے گا۔ ان میں کوئی فلسفہ و حکمت کا امام ہے، کوئی ریاضی ہیئت کا، کوئی فلسفہ اخلاق کا اور کوئی فلسفہ یونان کا، کوئی اور کسی فن کا لیکن ان سب سے زیادہ حیرت انگیز شخصیت سرزمین ہندستان پر پیدا ہوئی۔ جن کا نام نامی اسم گرامی مولانا احمد رضا خاں ہے۔ جن کو دنیا اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی کے نام سے جانتی پہچانتی ہے۔ ان کی شخصیت ایسی پہلو دار اور جامع علوم ہے کہ ان کے کسی ایک پہلو پر سیر حاصل بحث کے لئے اس فن کا ماہر ہی اس سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے یہ بات نہایت افسوس ناک ہے کہ اعلیٰ حضرت کی زیادہ تر تصانیف اب تک زیور طباعت سے محروم ہے۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ ان کی شخصیت کا پورا مطالعہ ممکن نہیں فاضل بریلوی کے علمی کمالات کا جائزہ لینا ہمارے موضوع علم اور دائرہ فکر سے بھی باہر ہے۔ یہ وہ سمندر ہے جس کی وسعت و گہرائی ناپنے کے ہم اہل نہیں۔ وہ تو صرف چند موجیں ہیں جو ہماری نظروں کے سامنے ہیں۔ اور صرف یہی موجیں کسی بحر ذخار کا پتہ دیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا کی مختلف یونیورسٹیوں میں فاضل بریلوی کے کارناموں پر ریسرچ ہو رہی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق تقریباً تیس پینتیس یونیورسٹیوں میں ڈاکٹریٹ کے مقالے لکھے جارہے ہیں۔ ہند و بیرون ہند کے بہت سے اسکالروں نے مختلف موضوعات پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل بھی کرلی ہے۔

مذکورہ بالا چند سطور صرف اس لئے لکھی گئی ہیں کہ اس پس منظر کے بغیر اعلیٰ حضرت کی شخصیت کے کسی پہلو کا مطالعہ یا تعارف اس شخصیت کے بارے میں قاری و سامع کے دل و دماغ میں صحیح احساس نہ پیدا کرسکے گا۔ جن علماء و فضلاء اور عقلاء کے نام ہم نے اوپر تحریر کیے ہیں ان میں سے اکثر کسی ایک فن کے امام تھے۔ لیکن فاضل بریلوی کا حال یہ ہے کہ جس فن کی طرف نظر کی وہ ان کے تار نگاہ کا اسیر ہو کر رہ گیا۔ جس علم کی طرف توجہ کی اسے کمال تک پہنچادیا۔ جس بحر میں غوطہ لگایا تو اس کی پوری گہرائی تک پہنچ کر گوہرہائے گوناگوں کتاب کے صفحات پر بکھیر دیئے۔ جس چمن کی سیر کی اس میں اپنی بصیرت کے پھول کھلادیئے اور دراصل علم کا اصلی معیار تصانیف میں تحقیق و بصیرت اور وہ قیاسات عقلیہ ہیں جن سے منقولات پر صحیح حکم لگایا جاسکے۔ لیکن فاضل بریلوی ان علمی حدود سے گزر کر عقل و خرد کی اس منزل پر بھی نظر آتے ہیں جہاں مختلف دنیاوی علوم میں بھی وہ ایجادات و اختراعات کے نمونے پیش کرتے ہیں۔ اور وہ بھی اس طرح کہ نہ ان کے پاس کوئی تجربہ گاہ تھی اور نہ ہی اس فن میں ان کا کوئی استاد۔ ایسے شخص کو

اپنے وقت کا امام کہنا اس دور میں اس لفظ کی آبرو کو قائم رکھنا ہے۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھادیئے ہیں

فاضل بریلوی کسی ایک فن ہی کے امام نہیں بلکہ جدید تحقیق کے مطابق وہ ستر، علوم و فنون کے امام تھے۔ ساتھ ہی ساتھ امام القراء بھی تھے۔ اب آپ حضرات اس تناظر میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شخصیت ملاحظہ فرمائیں۔

اس سلسلہ میں کچھ تحریر فرمانے سے قبل یہ جان لینا ضروری ہے کہ قاری کسے کہتے ہیں؟ اور اس کے لئے کتنے علوم کا جاننا ضروری ہے مزید یہ کہ قرات کی کتنی صورتیں ہیں؟ کیونکہ کسی علم و فن کے جاننے اور اس کے ماہرین کا اندازہ کرنے کے لئے اس فن کے لوازمات کا جاننا بھی لازمی ہے۔ اس لئے سب سے پہلے اختصار کے ساتھ اس کا بیان ناگزیر ہے۔

قاری کی تعریف اور قرات کی صورتیں،

اصطلاح فن تجوید و قراءت میں قاری علم تجوید، علم وقف، علم رسم، علم قرات کے جاننے والے کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ استاذ القراء قاری احمد ضیاء صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں

قاری مقراء کے لئے جس طرح علم تجوید، علم وقف، علم رسم قرآنی حاصل کرنا ضروری ہے اسی طرح علم قرات کا جاننا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ دراصل قاری ہونا اسی علم کے جاننے پر موقوف ہے۔

جامع القرات ص ۳

قرات کی مستقلاً دو صورتیں ہیں ایک قرات سبعہ دوسرے قرات عشرہ۔ قرات سبعہ ساتوں امام یعنی امام نافع مدنی، امام ابن کثیر مکی، امام ابو عمرو بصری، امام ابن عامر شامی، امام عاصم کوفی، امام حمزہ کوفی، امام کسائی کوفی کے اختلاف قرات کے ساتھ قرآن عظیم پڑھنے کو کہتے ہیں۔ قرات عشرہ۔ مذکورہ ساتوں اماموں کے علاوہ امام جعفر مدنی، امام یعقوب حضرمی، امام خلف بزار کی قراتوں کے ساتھ قرآن عظیم پڑھنے کو کہتے ہیں۔

اختلاف قرات کا فائدہ

اختلاف قرات سے متعلق کوئی معترض سوچ سکتا ہے۔ کہ آخر ان اختلافات میں کیا خوبی اور کیا حکمتیں تھیں کہ منسوخ نہ ہوئے۔ بلکہ باقی رکھے گئے ایسے معترض کا جواب دیتے ہوئے استاذ گرامی مولانا محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ اپنی کتاب "تدوین قرآن" میں رقم طراز ہیں۔

ان اختلافات میں بھی بہت سے فوائد اور بہت سی حکمتیں ہیں جن میں سے چند یہ ہیں (۱) امت کے

لئے اس میں بہت نرمی سہولت اور آسانی ہے کہ ان مختلف طریقوں میں سے جس طریق پر کوئی چاہے قرآن کی تلاوت کرے اس کی نماز جائز، اس کا مقصود حاصل اور اس کے لئے اجر ثابت (۲) اگر کوئی شخص تمام طرق کی قرات کرے تو اس کا ثواب اس حیثیت سے بہت عظیم و کثیر ہے۔ (۳) ان اختلافات کے باعث اہل علم و اجتہاد کے لئے معانی میں فکر و تدبر کی مزید راہیں کھلتی ہیں۔ ہر قرات کے نظم کی عبارت دلالت، اشارت اور اقتضاء سے احکام و مسائل کے استنباط کا امکان پیدا ہوتا ہے۔ (۴) پھر ان کثیر اختلافات اور ان کی بقاء میں حفاظت ربانی کا اعجاز بھی نمایاں ہے کہ اس نے اپنی مقدس کتاب کو ان تمام وجوہ کثیر اور قرات مختلفہ کے ساتھ اسی عالم رنگ و بو اور اسی دنیائے متغیرہ میں ہر قسم کی تحریف اور تغیر و تبدل سے محفوظ رکھا۔ الخ

تدوین قرآن ص ۱۸۷، ۱۸۸

علم تجوید و قرات کی اہمیت

زیر نظر مقالے میں تجوید و قرات کی اہمیت و عظمت پر روشنی ڈالنا مقالے کی مناسبت سے میں مفید سمجھتا ہوں کیونکہ دور حاضر میں لوگ اس فن کو سیکھنا غیر ضروری تصور کرتے ہیں۔ اور مخارج کی ادائیگی میں لاپرواہی برتتے ہیں۔

لہٰذا فن تجوید و قرات کی اہمیت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں۔ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیلی بھیت سے خلیفہ الٰہی بخش نے ۱۸ رجب ۱۳۱۷ھ میں ایک استفتاء بھیجا تھا۔ جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ

"کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں اکثر جہلاء کو قواعد تجوید سے انکار ہے اور ناحق جانتے ہیں؟
اس استفتاء کے جواب میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رقمطراز ہیں۔

"تجوید بنص قطعی قرآن و اخبار متواترہ سید الانس والجان علیہ وعلی آلہ افضل الصلاۃ والسلام واجماع تام صحابہ و تابعین و سائر ائمہ کرام علیہم الرضوان المستدام حق و واجب و علم دین شرع الٰہی ہے قال اللہ تعالیٰ۔ ورتل القرآن ترتیلا اسے مطلقاً ناحق بتانا کلمۂ کفر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ہاں جو اپنی ناواقفی سے کسی خاص قاعدے پر انکار کرے وہ اس کا جہل ہے اسے آگاہ و متنبہ کرنا چاہئیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فتاوی رضویہ جلد سوم ص ۱۱۸، ۱۱۹

مذکورہ حکم سے فن تجوید و قرات کی اہمیت و عظمت مکمل طور سے واضح ہوگئی۔ اس حکم کے صدور سے اقتضا میرے حاشیۂ ذہن میں اس بات نے انگڑائی لی کہ اعلیٰ حضرت نے بھی بالالتزام اس فن کے حصول کے لئے کوشش کی ہوگی۔ اس سلسلہ میں جب ہم نے اعلیٰ حضرت کی تصنیفات کا مطالعہ کیا تو یہ عقدہ حل ہوگیا اور میرا اندازہ سو فیصد درست ثابت ہوا۔ کیونکہ فن تجوید اور قرات سے متعلق اعلیٰ حضرت کے

تین ایسے رسالوں کے نام سامنے آئے کہ جن کی نظیر نہیں ملتی۔ یہاں پر یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی صرف قاری ہی نہیں بلکہ ایک عظیم مفتی بھی تھے یہی وجہ ہے کہ جہاں انہوں نے تجوید و قرات کے مسائل کو بیان کیا ہے وہیں پر انہوں نے فقہ کی معتبر کتابوں سے تلاوت اور نماز سے متعلق مسائل شرعیہ کو بھی بیان کیا ہے کہ کن صورتوں میں نماز ہوگی اور کن صورتوں میں نماز نہیں ہوگی۔ اس کے علاوہ ان لوگوں کا آپ نے رد بلیغ بھی فرمایا ہے کہ جن لوگوں نے بغیر کسی تحقیق و جستجو کے من مانی جواز و عدم جواز کے فتوے صادر کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک ان لوگوں کی زبان گنگ ہے

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے حرف ضاد کی تحقیق میں ایک رسالہ بنام "نعم الزاد لروم الضاد" مرتب فرمایا۔ مذکورہ رسالہ ایک استفتاء کے جواب میں منصۂ شہود پر آیا

ضلع رام پور سے مولوی محمد یحییٰ صاحب نے ۲۴ شوال المکرم ۱۳۱۵ھ میں بزبان فارسی استفتاء کیا تھا کہ

"چہ می فرمانید علماء دین و مفتیان شرع متین درباب کہ در قرات غیر المغضوب علیہم و الا الضالین در چند اشخاص نزع می مانند و اکثر رسائل و فتاوی دریں باب مختلف ہستند بعضے خواندن ضاد را بدال توارث بین الناس و دلیل می آرند و بعضے برائے تبدیل ظاوز التشابہ صوت را دلیل می گردانند۔۔۔الخ"

مذکورہ استفتاء کے جواب میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے ایک رسالہ تصنیف فرمایا جس میں انہوں نے دلائل و براہین نیز شواہد سے اپنا موقف واضح کیا ہے اور ثابت کردیا ہے کہ ضاد کو دال کی سی آواز میں پڑھنا ناجائز نہیں ہے اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اس کے برخلاف اگر کوئی ضاد کو ظا یا زا یا ذال کی سی آواز میں پڑھتا ہے۔ تو اس کی نماز باطل ہوجاتی ہے فاضل بریلوی رقمطراز ہیں۔

"چہ قدر نصوص روشن است کہ ایں تبدلہا از کج مج زبان ہائے کردیان و ترکیان و دھقانیاں کوفہ وغیرہم عوام او عجام است و لہٰذا اکثر علماء متاخرین کہ در محل مشقت او بہ تیسیر کردہ اند ایں ترخیص را ہم بحق عامیاں مقصود داشتند۔

ببعض اختصار در وجوب اداز مخرج بر معنیٰ کہ مسلم است جملہ حروف متساویہ الاقدام است ہیچ خصوصیت حض رانیست بلکہ تواں گفت کہ چوں ادائے صادق در دا عسر از جملہ حروف است حکم وجوب بعارض مشقت در وے نیست سائر حروف رد بتخفیف است فان المشقۃ تجلب التیسر و ماضاق امر الا تسع و یکلف اللہ نفسا الا وسعہا وما جعل علیکم فی الدین من حرج یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر والحمدللہ رب العالمین رے آ خصوصیت حض بوجہ عسر مراد در شدت احتیاج باہتمام دراں تحفظ و تیقظ در ادائے آنست۔

فتاوی رضویہ جلد سوم ص ۱۱۰

اسی طرح سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا دوسرا رسالہ "الجام الصاد عن سنن الضاد" کے نام سے مقبول

عام ہو چکا ہے، مذکورہ رسالہ میں آپ نے مسائل حرف ضاد اور اس کے ادا کرنے کا طریقہ تحریر فرمایا ہے یہ رسالہ بھی ایک استفتاء کے جواب میں زیر تحریر آیا۔ دربھنگہ سے مولوی محمد یٰسین صاحب نے ۱۰ جمادی الآخر ۱۳۱۰ھ کو ایک استفتاء بھیجا تھا۔ جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ان اطراف بنگالہ وغیرہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ ض معجمہ کو قصداً ظا یا ذ بلکہ ز معجمات پڑھتے ہیں اور اس کا دوسروں کو امر کرتے ہیں اور عام عوام ہندوستان میں جس طرح یہ حرف ادا کیا جاتا ہے جس سے بوئے دال مہملہ پیدا ہوتی ہے۔ اس سے نماز مطلقاً فاسد و باطل بتاتے ہیں اور اپنے دعووں کی سند میں اہل ندوہ وغیرہ ہندیان زمانہ کے چھ فتوے دکھاتے ہیں جن کا خلاصہ کلام و تحصیل مرام نماز میں ض کو مشابہ د مہملہ پڑھنے پر حکم فساد۔۔۔الخ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی تفصیلی استفتاء کے جواب میں قلم فیض رقم سے مسائل قرات اور مسائل شریعت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"کہ ض ظ ذ ز معجمات سب حروف متباینہ متغائرہ ہیں ان میں کسی کو دوسرے سے تلاوت قرآن میں قصداً بدلنا اس کی جگہ اسے پڑھنا نماز میں ہو خواہ بیرون نماز حرام قطعی و گناہ عظیم افترا علی اللہ و تحریف کتاب کریم ہے۔ فقیر نے اپنے رسالہ "نعم الزاد لروم الضاد" میں اس پر دلائل قاہرہ و باہرہ قائم کیے ہیں۔"

زیر بحث مسئلہ کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ نے اس پر دس دلیلیں پیش کی ہیں اور اپنا موقف ثابت کر دیا ہے اور فقہ کی مختلف کتابوں سے یہ حکم بیان کیا ہے کہ کثیر من المشائخ افتوابہ لعموم البلوی فان العوام لا یعرفون مخارج الحروف آگے اسی فتوے میں علماء ندوہ پر معارضہ قائم کرتے ہوئے آپ نے لکھا ہے کہ۔

"یہ نزاع خاص اس حرف میں کیوں ہے جہل اور عوام اہل سنت کے جہلاء کا علم ض کا دشوار ترین حروف ہونا ظاہر ادا نہ ہو سکنے میں وہ علماء اور یہ جہلاء برابر مگر فرق یہ ہے کہ ہمارے عوام نے معاذاللہ کلام اللہ و تحریف حرف منزل من اللہ کا قصد نہ کیا وہ یہی چاہتے ہیں کہ جو حرف یہاں اللہ عزوجل نے اتارا ہے اسی کو پڑھیں اسی کا ارادہ کرتے اسی کا نیت رکھتے اور اپنے زعم میں یہی سمجھتے ہیں کہ یہ حرف جہاں تک ہم سے ادا ہو سکتا ہے اس کی یہی آواز ہے مگر علماء وہابیہ کو کہاں تاب کہ عجز و جہل کے معنی سمجھیں۔ دقتوں دشواریوں کی کشاکش میں رہیں۔ وہاں تو مذہب کی بناء ہی آرام پروری پر ہے۔ تراویح کی آٹھ وتر کی ایک رکعت میں قسمت سے انیس اوروں کے قول مل گئے ورنہ اصل مقصود ہی آرام نفس ہے جاڑا لگتا ہے تیمم کرلو، جماع میں انزال نہ ہو غسل نہ کرو، سال دو سال مرد کی خبر نہ آئے عورت کا نکاح کر دو۔ تین طلاقیں ایک جلسہ میں کہیں بے حلالے کھو۔ چھ چیز کے سوا سب میں سود روا۔ خون و مردار وغیرہ دو ایک چیزیں ناپاک باقی تمام اشیاء حتی کے شراب بھی طاہر۔۔۔الخ لا حول ولا قوۃ الا باللہ الواحد القہار

فتاوٰی رضویہ جلد سوم ص ۱۱۵

مذکورہ دونوں رسالوں کے علاوہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے حرف ضاد کی تحقیق پر ایک مکمل

شہنشاہ بریلی اور عقیدہ نفیِ ظلِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

از :- مولانا محمد علی رضا قادری۔ ممبئی

تاریخ انسانیت میں ایک دور وہ بھی گذرا ہے کہ جب انسان ایک خدائے واحد کو چھوڑ کر ہزاروں معبودان باطل کا پرستار، خاندانی جھگڑوں میں ہزاروں جانیں ہوتیں موت کا شکار، شراب و جوا سے مرد و عورت کا بے انتہا پیار، عورتیں باپ، بھائی، شوہر کے ذریعے لاکھوں پریشانیوں اور مصائب میں گرفتار، بیٹی کا پیدا ہونا باپ کے لئے باعث شرم و عار، اسی لئے بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا باپوں کے لئے تھا باعث فخر و افتخار، غرض کے انسانیت انسانیت سے تھی شرمسار۔

آخر کار اس رحیم و کریم پالنہار کو اپنے مظلوم بندوں کے حال زار پر رحم آیا اور اس نے انسانیت کی سربلندی اور اپنے دین کی تکمیل کے لئے اپنے نور کو انسانوں کی اصلاح کی خاطر، انسانوں کے درمیان انسان بناکر بھیجا۔ اور اس حبیب اکبر نے کفر و شرک کے ظلمات میں بھٹکنے والوں کو توحید اور ایمان کی نورانیت سے ہمکنار کردیا، جانی دشمنوں کے دلوں میں آپسی بھائی چارگی اور محبت کا جام بھر دیا، شراب و جوے کے رسیوں کو تمام گناہوں سے بیزار کردیا، عورتوں کو صرف جنسی کھلونا سمجھنے والوں کو عورت کی عزت کرنا سکھادیا، بیٹی کی پرورش پر جنت کا مژدہ سناکر باپوں کو بیٹی کی پیدائش پر خوش ہونا سکھادیا، بچیوں کو زندہ درگور کرنے والوں کو نہ صرف اپنی بلکہ غیروں کی بچیوں کا بھی محافظ بنادیا، غرض یہ کہ انسانیت کو انسانیت کے عروج پر پہنچادیا۔

ایک عرب نے آدمی کا بول بالا کردیا — خاک کے ذروں کو ہمدوش ثریا کردیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے — کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

چونکہ محبوب کو انسانوں کے درمیان پیکر انسانی میں رہنا تھا۔ اس لئے یہ ہو سکتا تھا کہ منافقین و معاندین اس خیر البشر کو اپنی طرح عام بشر سمجھ کر مساوات و برابری کے دعوے کرنے لگ جائیں۔ اس لئے اس رب اکبر نے اپنے حبیب اعظم کی ذات اقدس سے ایسی باتوں کا ظہور فرمایا کہ عام انسانوں سے ان باتوں کا صدور ناممکن ہو۔ اور یہ باتیں خیر البشر و سید البشر اور عام انسانوں کے درمیان ایک ایسی فصیل بن جائے کہ پھر کوئی منافق اس نور کی بشریت کی دلیل بناکر مساوات و برابری کا دعویٰ نہ کرسکے۔ انہی باتوں کو ہم "معجزات" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

ایسے ہی معجزات میں سے ایک عظیم معجزہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تن اقدس کا سایہ نہ ہونا بھی ہے (اس معجزہ کے اظہار میں کیا حکمتیں پوشیدہ تھیں ان کے بیان کے لیے یہ مقالہ ناکافی ہوگا۔ انشاء اللہ پھر کبھی اس کی حکمتوں پر کچھ عرض کرنے کی کوشش کرونگا) مؤمنین نے صحابہ سے لے کر آج تک اس معجزہ کو آمنا و صدقنا کہ کر تسلیم کیا اور اپنے قلوب کو عشق محمد و عظمت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منور کیا

اور منافقین چاہے وہ دور صحابہ کے ہوں یا دور حاضرہ کے انہوں نے اپنی روش کے مطابق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت گھٹانے کی خاطر اس معجزہ کا بھی انکار کیا اور سمعنا و عصینا پر عمل کیا۔

دور حاضرہ میں بھی منافقین جو نام نہاد مسلمان بن کر دعوت نماز و روزہ کی آڑ میں تنقیص شان نبوت کا بازار گرم کئے ہوئے ہیں۔ جن کا مقصد مسلمانوں کو آپس میں لڑوانا اور مسلمانوں کے درمیان فرقہ بندی کرنا ہے۔ اس بات کا تازہ ثبوت انہوں نے ممبئی عظمیٰ میں عیدالفطر کی دو نمازیں پڑھوا کر دیا ہے۔ الحمدللہ! اسی عید کی نماز کے ذریعے یہ بات ثابت ہو گئی کہ آج بھی سارے جہاں میں غلامان اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکثریت ہے۔

مسلمانوں کو فرقوں میں تقسیم کرنے کے ناپاک مقصد کے تحت ان منافقین نے ہر اس بات پر اختلاف کیا جس پر مؤمنین کا صدیوں سے عمل اور یقین رہا ہے۔ "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" کے سایہ کی نفی کرنے والوں پر بھی ان کا عتاب نازل ہوتا رہتا ہے اور اس معجزہ کے ماننے والوں کو "بدعتی" کے لقب سے نوازا جاتا ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت گھٹانے کی غرض سے اس معجزہ کا بھی انکار کرنا ان کا شیوہ ہے

آئیے اب ہم مجدد وقت کی بارگاہ میں چلیں اور آپ کا موقف دریافت کریں کہ آیا حضور کا سایہ تھا یا نہیں؟ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

اگر سایہ نہیں تھا تو کس حدیث سے ثابت ہے؟ اور کون کون علماء عظام اس عقیدہ کے قائل ہیں؟ اعلیٰ حضرت ان سوالوں کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"بے شک اس مہر سپہر اصطفا، ماہ منیر اجتباء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا۔ اور یہ امر احادیث واقوال علماء کرام سے ثابت اور اکابر ائمہ و جہابذ فضلاء مثل حافظ رزین محدث و علامہ ابن سبع صاحب شفاء الصدور و امام علامہ قاضی عیاض صاحب کتاب الشفاء فی تحریف حقوق المصطفےٰ و امام عارف باللہ سیدی جلال الملۃ والدین محمد بلخی رومی قدس سرہ و علامہ حسین بن محمد دیار بکری و اصحاب سیرت شامی و سیرت حلبی و امام علامہ جلال الملۃ والدین سیوطی و امام شمس الدین ابو الفرج ابن جوزی محدث صاحب کتاب الوفاء و علامہ شہاب الدین خفاجی صاحب نسیم الریاض و امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ و منح محمدیہ و فاضل اجل محمد زرقانی مالکی شارح مواہب و شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی و جناب شیخ مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی و بحرالعلوم مولانا عبدالعلی لکھنوی و شیخ الحدیث مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی وغیرہم اجلہ فاضلین و مقتدایان، کہ آج کل کے مدعیان خام کار کوان کی شاگردی بلکہ کلام سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں۔ خلفاً عن سلف دائماً اپنی تصانیف میں اس کی تشریح کرتے آئے۔"

نفی الفئی ص ۳۰۳

الحمدللہ عزوجل ان جید علماء کرام اور ائمہ عظام کے نام پڑھ کر ایک منصف مزاج انسان یہ بات ماننے پر مجبور ہو جائے گا کہ "نفی ظل نبی علیہ السلام" کا عقیدہ چودھویں صدی کے بریلویوں کی ایجاد کردہ بدعت

نہیں بلکہ سلف صالحین کا متفقہ عقیدہ ہے۔

اب ہم اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نقل کردہ عبارت جو آپ نے اس عقیدہ کے ثبوت میں پیش کی ہے۔ ان میں سے چند عبارت کا صرف ترجمہ پیش کرتے ہیں (تفصیلات کے لئے رسائل اعلیٰ حضرت کی طرف رجوع کریں جن کے نام ہم نے قوسین میں لکھ دیئے ہیں)۔

حکیم ترمذی اپنی کتاب میں حضرت ذکوان سے حدیث روایت کرتے ہیں کہ:-

"سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نظر نہ آتا تھا دھوپ میں نہ چاندنی میں"

(نفی الفئی عمن استنار بنورہ کل شئی ص ۴)

حضرت حافظ علامہ ابن جوزی اپنی "کتاب الوفا" میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ:-

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا۔۔۔الخ (ایضاً)

امام علاّم حافظ جلال الملۃ والدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "خصائص کبریٰ جلد ۱" میں نقل فرماتے ہیں:-

"ابن سبع نے کہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص کریمہ سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا اور آپ نور محض تھے تو جب دھوپ یا چاندنی میں چلتے آپ کا سایہ نظر نہ آتا، بعض علماء نے فرمایا۔ اور اس کی شاہد ہے وہ حدیث کہ حضور نے اپنی دعا میں عرض کیا کہ مجھے نور کردے" (ایضاً ص ۵)

امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں:-

"حضور کے دلائل نبوّت و آیات رسالت سے ہے وہ بات جو مذکور ہوئی کہ آپ کے جسم انور کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا نہ چاندنی اس لئے کہ حضور نور ہیں" (اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ راقم) (ایضاً ص ۶)

حضرت مولانا روم مثنوی شریف کے دفتر پنجم میں رقمطراز ہیں:-

چوں فناش از فقر پیرایہ شود　　　او محمد وار بے سایہ شود

اسی کی شرح میں مولانا بحرالعلوم فرماتے ہیں:-

"دوسرے مصرع میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس معجزہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہیں پڑتا تھا" (ایضاً ص ۷)

حضرت علامہ زرقانی کی "شرح مواہب" کی طویل عبارت کا آخری ٹکڑا ہم نقل کررہے ہیں:-

"(اور اس پر شاہد ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا) جس میں آپ نے اللہ عزوجل سے عرض کی ہے کہ میرے تمام اعضاء و جہات کو نور کردے اور اختتام یوں فرمایا ہے کہ (اور مجھے نور کردے) اور نور کا سایہ نہیں ہوتا" (ایضاً ص ۹)

حضور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی "مدارج النبوّت" میں فرماتے ہیں۔ اور ایک نکتے کا اضافہ کرتے ہیں:-

"سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ سورج اور چاند کی روشنی میں نہ تھا بروایت حکیم ترمذی از ذکوان

اور تعجب ہے ان بزرگوں نے اس ضمن میں چراغ کا ذکر نہیں کیا اور نور حضور کے اسمائے مبارکہ میں سے ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا" (ایضاً ص ۱۲)

شیخ مجدد الف ثانی مکتوبات جلد سوم میں تحریر فرماتے ہیں :-

"آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، عالم شہادت میں ہر شخص کا سایہ اس سے بہت لطیف ہوتا ہے اور چونکہ جہاں بھر میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی چیز لطیف نہیں ہے لہٰذا آپ کا سایہ کیونکر ہو سکتا ہے ؟" (ایضاً ص ۱۳)

ان عبارات کو پڑھ کر واقعی عشاقان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلوب عظمت رسول سے معمور ہو جاتے ہیں۔ لیکن منافقین رسول کی عظمت کیسے تسلیم کر سکتے ہیں۔ ان کے نزدیک اگر رسول کی شان گھٹتی ہے تو ضرور گھٹے ان کے جھوٹے مولویوں کی بات نہ گھٹنا چاہیئے۔ اور انھوں نے یہی کیا اور اپنی معاندانہ روش اختیار کرتے ہوئے ضعیف حدیث کا نعرہ لگایا۔

صحیح حدیث میں اس کا ذکر کیوں نہیں ہے ؟

اتنے صحابہ تھے لیکن پھر بھی کسی جلیل القدر صحابی نے اسے روایت کیوں نہیں کیا ؟

وغیرہ وغیرہ باطل اعتراضات گھڑے گیے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سب کا جواب بلکہ مسکت جواب عطا فرماتے ہیں :-

حدیث کی صحت پر بحث کرنے والوں کو اس طرح نرمی کے ساتھ سمجھاتے ہیں۔

"اسی قبیل سے ہے اطلاق الفاظ متشابہات کے حضرت عزت میں اصح الکتب سے ثابت مگر عدم تواتر مانع قبول اور حلال و حرام کی جب بحث آئے تو احادیث ضعیفہ سے کام نہ لیں گے اور فضائل اعمال و مناقب رجال میں دائرہ کو خوب توسیع دیں گے ......

اسی قبیل سے ہے باب معجزات و خوارق عادات کہ حضور اقدس خلیفۂ اعظم بارگاہ قدرت سے صدور آیات و معجزات اور ملکوت السمٰوات والارض میں حضور کے ظاہر و باہر تصرفات، قاطعات یقینیہ سے ثابت۔ تو اب شہادت طبی یا عدم ظل کا ثبوت صحاح ستہ ہی پر محصور نہیں، علماء نے تو باب خوارق میں غرابت متن پر بھی خیال نہ کیا اور حدیث کو باوجود ایسے خدشہ کے حسن و مقبول رکھا۔

(ہدی الحیران فی نفی الفیئ عن سید الاکوان ص ۵۰۳)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرحمن یہاں یہ سمجھا رہے ہیں کہ صحیح احادیث کی ضرورت حرام یا حلال چیزوں کے بیان کے لئے، یا عقائد کے بیان کے لئے، یا اسی قبیل کے دوسرے معاملات میں پڑتی ہے۔ اور فضائل اعمال مثلاً صلوٰۃ التسبیح ہم سب جانتے ہیں کہ نماز ایک محمود عمل ہے جو حدیث اور قرآن سے ثابت لیکن خاص "صلوٰۃ التسبیح" کے لئے قرآنی آیت یا حدیث صحیح موجود نہیں اس کے باوجود ہم سب نماز کی اصل کے پیش نظر ضعیف حدیث پر عمل کرتے ہوئے "صلوٰۃ التسبیح" پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔ اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس وجود مسعود سے کئی طرح کے معجزوں کے اظہار کا ثبوت قرآن

اور احادیث صحیحہ میں موجود ہے۔ اس لیے یہ امر مسلم کے آپ کی ذات سے خرق عادات چیزوں کا ظہور ہونا یہ بالکل صحیح ہے۔ اب عدم سایہ کے لئے صرف صحیح حدیث کی ضد کریں یہ جاہلانہ فعل ہے۔ اگر صرف احادیث صحیحہ پر ہی اعتماد کریں تو حضور کے اکثر معجزات سے انکار کرنا پڑیگا جن کا ذکر صرف ضعیف و آحاد حدیثوں میں ہے۔ جیسے حضور کی مبارک انگلیوں سے پانی کا نکلنا حالانکہ یہ معجزہ تقریباً پندرہ سو (۱۵۰۰) صحابہ کے سامنے ظاہر ہوا پھر بھی سو (۱۰۰) صحابہ سے بھی اس کی روایت نہیں ملتی۔ اسی طرح "رد شمس کا معجزہ" کہ ایک عالم نے اس کا مشاہدہ کیا پھر بھی یہ معجزہ آحاد حدیثوں میں ملتا ہے۔ مطلب یہ کہ کسی چیز کا حدیث صحیح میں ذکر نہ ملنا اس چیز کی نفی نہیں کرتا۔ ہو سکتا ہے کہ صحابہ نے اس کا مشاہدہ کیا اور روایت نہیں کیا، یا روایت کیا ہو پھر ہم تک ان کی روایت نہ پہنچ سکی ہو۔ اس لئے علماء کرام نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کے باب میں "ضعیف احادیث" کو بھی قبول کیا اور اعتماد کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"علماء کی تلقی بالقبول کو ایراث قوت میں اثر عجیب ہے۔ وہ ہر طرح ہم سے اعرف و اعلم تھے، ہماری ان کی کوزہ و محیط کی بھی نسبت ٹھیک نہیں، وہ سمائے علوم کے بدر منیر اور ہم عامی انہیں کی روشنیوں سے مستنیر، جب وہی ایک امر کو سلفاً و خلفاً مقبول رکھیں اور اپنی تصانیف اس کے ذکر سے موشح کریں تو ہمیں کیا جائے انکار ہے۔

(پھر امام شعرانی کی ایک طویل عبارت نقل فرماتے ہیں۔ جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے) اور یہ تمام امام جن کے کلام پر عمل کرنے میں تو توقف کرتا ہے تجھ سے علم میں زیادہ ہیں اور دینی ذخیرہ انہوں نے اپنے مقلدین کے لئے جمع کیا ہے اس میں یقیناً تجھ سے زیادہ محقق اور محتاط ہیں اور اگر تو اپنی علمیت کا دعوی کرتا ہے تو اقوال تصدیقاً تجھے مجنون اور دروغ گو کہیں گے اور یہ اقوال جن کو تو ضعیف جانتا ہے وہی ہیں جن کے ساتھ علماء متقدمین نے فتوی دیا ہے اور اسی کی وجہ سے وہ اللہ کے قریب ہوئے جتی کے اس دنیائے فانی سے رخصت ہوئے اور اگر تجھ جیسا ان کے مراتب و مدارک سے نا واقف ہو تو ان کے مراتب و تقوی میں کچھ نقصان نہیں آ سکتا اور یہ بات معلوم بلکہ مشاہدہ ہے کہ ہر عالم اپنی اپنی کتب میں وہ امور لائے جن کے لکھنے میں مشقت برداشت کرنی پڑی اور جن کو دلائل اور قواعد شرعیہ کے ترازو پر تول لیا ہے اور ان کو سونے چاندی کی طرح مزین کیا ہے۔ بعض تو اپنے آپ کو ان سے بچا کے ان کے اقوال میں سے کسی ایسے قول پر عمل کرنے کے لئے تمہارا دل تنگ ہو جس کا ماخذ تمہاری سمجھ میں نہ آیا ہو کیونکہ تو بہ نسبت ان کے عامی ہے اور عامی کا یہ منصب نہیں کہ وہ علماء کا انکار کرے کیونکہ وہ عامی جاہل ہوتا ہے"

(ہدی الحیران فی نفی الفیئ عن سید الاکوان ص ۹، ۱۰)

تمام اہل سنت کی مخلصانہ نصیحت مخالفین کے لئے کافی ہے اگر وہ قبول کر لیں اور اپنی جاہلانہ ضد سے باز آجائیں اور اپنے حبیب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمتوں کو تسلیم کرنے پر راضی ہو جائیں۔

امام عشق و محبت ناصحانہ فرماتے ہیں:۔

"اے عزیز سلف صالح کی روش اختیار کر اور ان کے قدم پر قدم رکھ، ائمہ دین کا وطیرہ ایسے معاملات میں دائما تسلیم و قبول رہا ہے، جب کسی ثقہ معتمد علیہ نے کوئی معجزہ یا خاصہ ذکر کردیا، اسے مرحبا کہ کرلیا اور جیب جان میں بطیب خاطر جگہ دی، یہاں تک کہ اگر اپنے آپ احادیث میں اس کی اصل نہ پائی قصور اپنی نظر کا جانا، یہ کبھی نہ کہا کہ غلط ہے، باطل ہے، کسی حدیث میں وارد نہیں، نہ یہی ہوا کہ جب حدیث سے ثبوت نہ ملا تھا اس کے ذکر سے باز رہتے بلکہ اسی طرح اپنی تصانیف میں اس کے اعتماد پر اسے لکھتے آئے" (قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام ص ۸)

اس کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ الرضوان نے کئی معجزات کا ذکر کیا جنہیں علماء نے اپنی تصانیف میں بیان کیا اور ساتھ ہی ان کے ضعیف احادیث میں ہونے کی تصریح بھی انہی علماء نے فرمادی۔ پھر بھی ان معجزات کو قبول کیا اور اپنی کتابوں کو ان کے ذکر سے عظمت بخشی۔

رہا یہ سوال کہ صحابہ کی اتنی تعداد کے باوجود اس معجزہ کا ذکر اکثر صحابہ نے نہیں کیا۔ اس کا جواب اوپر گذرا پھر بھی چند دیگر نکات اعلیٰ حضرت نے بیان فرمائے ہیں انہیں اپنے الفاظ میں ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

(۱) صحابہ کرام علیہم الرضوان جب حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو اپنی گردنیں جھکائے نگاہیں نیچی کئے خاموشی کے ساتھ باادب حاضر ہوتے کیونکہ قرآن نے انہیں اس بارگاہ کا ادب سکھایا تھا کہ یہاں آواز کی ادنیٰ سی بلندی بھی اعمال صالحہ خالصہ کی بربادی کا سبب ہے۔ ایسے عالم میں صحابہ کو کہاں خیال کہ حضور علیہ السلام کا سایہ تلاش کریں۔ وہاں تو نظر اپنے زانوؤں سے آگے نہ بڑھتی اور گوش سماعت احادیث کے ذریعے اکتساب فیضان نبوت میں محو رہتے۔ اسی لئے حضور انور کا حلیہ مبارکہ بھی جن روایات میں ملتا ہے ان کے راوی وہ ہیں جو اس وقت صغیر سن تھے۔ اور بچوں کی عادت ایسی جراءت کرنے پر ابھارتی رہتی ہے۔ جو صحابہ بارگاہ رسالت کے ادب سے واقف تھے ان سے حضور علیہ السلام کے حلیہ مبارکہ کی تفصیلی روایت بھی نہیں ملتی۔

(۲) حدیث موجود کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کو اپنے آگے چلنے کو کہتے اور پیچھے کی جانب فرشتوں کے لئے چھوڑنے کا حکم فرماتے اب صحابہ آگے سے پلٹ پلٹ کر سایہ تلاش کرنے سے تو رہے کہ یہ بھی ایک قسم کی بے ادبی ہوتی ان کے مذہب عشق و محبت کی نگاہ میں۔

(۳) اکثر صحابہ غیر مدینہ سے تشریف لاتے اور اکتساب فیض کے بعد دوبارہ اپنے مقام پر لوٹ جاتے۔ اس لئے دو یا تین مرتبہ ہی صحبت نبوی سے فیضیاب ہوئے۔ اب ایسے عالم میں ان کو یہ کہاں خیال کہ حضور کا سایہ پڑ رہا ہے یا نہیں۔ وہ اس نور خدا سے اپنے قلوب منور کرتے یا سایہ کی تلاش میں لگے رہتے؟

(خلاصہ از قمر التمام)

پھر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احسانات کا ذکر کرتے ہوئے

فرماتے ہیں۔

"جب وہ جان رحمت و کان رافت پیدا ہوا، بارگاہ الٰہی میں سجدہ کیا اور رب ھبلی امتی فرمایا، جب قبر شریف میں اتارا لب جاں بخش کو جنبش تھی، بعض صحابہ نے کان لگا کر سنا، آہستہ آہستہ امتی فرماتے تھے قیامت میں بھی انہیں کے دامن میں پناہ ملے گی، تمام انبیاء علیہ السلام سے نفسی نفسی اذھبو الی غیری سنو گے اور اس غمخوار امت کے لب پر رب امتی کا شور ہوگا۔

بعض روایات میں ہے کہ حضور ارشاد فرماتے ہیں، جب انتقال کروں گا ص،ور پھونکنے تک قبر میں امتی امتی پکاروں گا ....

وائے بے انصافی، ایسے غمخوار پیارے کے نام پر جان نثار کرنا اور اس کی مدح ستائش و نشر فضائل سے آنکھوں کو روشنی دل کو ٹھنڈک دینا واجب یا یہ کہ حتی الوسع چاند پر خاک ڈالے اور بے سبب ان کی روشن خوبیوں میں انکار نکالے۔" (نفی الفیئ ص ۲۰)

ایک عاشق صادق کی آنکھیں ان الفاظ کو پڑھ کر بھیگ جاتی ہیں اور دل میں عشق مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دریا موجیں مارتا ہے۔ اگر اب بھی وسوسۂ شیطانی سے چھٹکارا نہ ملے تو راقم کی عرض ہے کہ ان تینوں رسائل کو اول تا آخر سکون کے ساتھ غیر جانب دارانہ پڑھ لیں انشاء اللہ عزوجل ایک منصف مزاج مسلمان ضرور ہدایت کو تسلیم کرلے گا۔

آخر میں اہل علم حضرات سے گذارش ہے کہ اپنے قیمتی خیالات سے راقم کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ان پر عمل کرنے کی سعادت حاصل ہوسکے۔ "تحریک فکر رضا" کے تمام اراکین اور خصوصاً جناب زبیر بھائی کا راقم مشکور ہے کہ آپ حضرات ان ادنی سی کوششوں کو اپنے رسالے میں جگہ عطا فرماتے ہیں۔ مولیٰ عزوجل آپ کی تمام کوششوں کو اور محنتوں کو قبول فرمائے۔ آمین۔

اعلیٰ حضرت کی ایک عبارت نقل کردوں جو مخالفین کو دعوت انصاف دے رہی ہے۔ اور اسی پر اس مقلے کو ختم کروں۔

"آخر تم جو انکار کرتے ہو تو تمہارے پاس بھی کوئی دلیل ہے یا فقط اپنے منہ سے کہہ دینا، اگر بفرض محال جو حدیثیں اس باب میں وارد ہوئیں نامعتبر ہوں اور جن جن علماء نے اس کی تصریح فرمائی انہیں بھی قابل اعتماد نہ مانو اور جو دلائل قاطعہ اس، پر قائم ہوئے وہ بھی صلاح التفات نہ کیے جائیں، تاہم انکار کا کیا ثبوت اور وجود سایہ کس بناء پر، اگر کوئی حدیث اس بارے میں آئی ہو تو دکھاؤ یا گھر بیٹھے تمہیں الہام ہوا ہو تو بتاؤ مجرد ماو من پر قیاس تو ایمان کے خلاف ہے۔ (قمر التمام ص ۱۶)

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

راقم استاد محترم جناب مفتی وکیل احمد صاحب قبلہ کا ممنون ہے کہ آپ نے اس مقالہ کو پڑھ کر مفید مشوروں سے نوازا۔ اور عزت افزائی فرمائی۔

امام احمد رضا۔ نیوٹن اور آئن سٹائن

☆ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی۔ ۱۰۴، جسولی۔ بریلی شریف

اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز۔ ولادت:۔ ۱۸۵۶ء وصال:۔ ۱۹۲۱ء کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں البتہ لائق غور و فکر ضرور ہے۔ ان کی ہمہ۔جہت شخصیت پر جس قدر بھی غور و فکر کیا جائے گا اسی قدر ان کی شخصیت کے پہلو اور زاویے سامنے آتے چلے جائیں گے۔ حجاب پر حجاب اٹھتے چلے جائیں گے اور ہر پردے میں ان گنت جلوے نظر آئیں گے اور علم و تحقیق کے نئے نئے ابواب وا ہوں گے۔

امام احمد رضا نے غلبۂ اسلام اور تجدید دین ہی کے حوالے سے ستر پچھتر سے اوپر نقلی و عقلی علوم و فنون پر ایک ہزار سے زائد کتب و رسائل تصنیف فرمائے اور علم و تحقیق کو نئی نئی جہتوں سے آشنا کیا۔ ان کی ہر تصنیف سچائی کا آئینہ، علم اور تحقیق کا گنجینہ ہے اور اس سے ان کے کارنامہ تجدید کی شعاعیں پھوٹتی نظر آتی ہیں۔

امام احمد رضا کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے عقلی علوم و فنون بالخصوص سائنس اور ریاضی کو علوم دینیہ خصوصاً فقہ کا خادم بنادیا۔ فتاویٰ رضویہ کی بارہ جلدوں میں اس حقیقت کو دیکھا جاسکتا ہے کہ انہوں نے فقہی مسائل کی تشریح و توضیح میں کس طرح لوگارثم (Logarithms) اکسپونشیل سیریز (Exponential Series)، الجبرا، ٹرگنومیٹری (Trignometry) مثلث کروی (Spherical Trigonometry) علم کیمیا (Chemistry) علم طبیعیات (Physics) میں روشنی (Light) اور صوت (Sound) نیز ارضیات (Geology) علم الحیوانات (Zoology) علم نباتات (Botany) اور میڈیکل سائنس (Medical Science) وغیرہ کا استعمال کیا ہے۔

امام احمد رضا کو سائنسی علوم۔ دین اور علم دین کی خدمت اور تحفظ ناموس رسالت و عشق مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے طفیل عطا ہوئے تھے۔ امام احمد رضا نے کسی بھی سائنسی اصول اور نظریہ کو اس وقت تک تسلیم نہیں کیا جب تک اسے قرآن و سنت کی کسوٹی پر پرکھ نہیں لیا کیونکہ قرآن و حدیث کے علوم کے علاوہ سارے علوم و فنون اقدام و خطا (Trial & Error) کے مرحلے سے گزرتے رہتے ہیں۔

امام احمد رضا نے جس علم و فن کو اسلامی اصول، نظریہ سے متصادم پایا اس کا سختی سے رد کیا

اور غیر اسلامی تھیوری اور نظریہ پیش کرنے والے سائنس دانوں کا تعاقب فرمایا۔ امام احمد رضا نے مخالف کا راسی کے پیش کردہ اصولوں اور نظریوں کی روشنی میں کیا۔

امام احمد رضا نے متعدد مشرقی حکماء و فلاسفر کے علاوہ متعدد مغربی سائنس دانوں کا بھی رد فرمایا ہے۔ اور ان کا بہت ہی سختی اور تیزی سے تعاقب کیا ہے۔ امام احمد رضا کے ان متعاقبین میں گیلی لیو، ہرشل، کپلر، کوپرنیکس، آئزک نیوٹن، البرٹ ایف، پورنا اور البرٹ آئن سٹائن کے اسماء قابل ذکر ہیں۔ البتہ مغربی سائنس دانوں میں نیوٹن اور آئن سٹائن کی ریاضیاتی اور سائنسی خدمات بہت زیادہ ہیں اور یہ دو نام دنیائے سائنس میں بہت زیادہ مشہور، مستند اور معتبر ہیں۔ امام احمد رضا نے ان دونوں میں نیوٹن کا خصوصیت کے ساتھ رد اور تعاقب کیا ہے۔

آئزک نیوٹن (Issac Newton):۔

آئزک نیوٹن ۱۶۴۲ء میں وولس تھروپ (Wolls thrope) انگلینڈ میں پیدا ہوا۔ اس نے ٹرینیٹی کالج، کیمبرج (Trinity college, Cambridge) میں تعلیم حاصل کی۔ اس نے ایک پیڑ سے سیب گرتے ہوئے دیکھا تو نظریہ کشش ثقل (Law of Gravitation) دریافت کیا۔ اس نے حرکت کے تین بنیادی اصول (Newton's laws of Principles) بھی پیش کیے۔ نیوٹن نے علم طبیعیات (Physics) کے تمامی شاخوں میکنیکس (Mechanics)، حرارت (Heat) نور (Light) صوت (Sound) بجلی (Electricity) اور مقناطیسیت (Magnetism) پر کام کیا اور اپنے اصول و نظریے پیش کیے۔ نیوٹن کو جدید سائنس کا بانی بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی دو کتابیں۔ (۱) پرنسپیا (Principia) لیٹن زبان میں اور نور و روشنی (optics) پر اس کی کتاب (۲) آپٹی سِزم (Opticism) بزبان انگریزی بہت مشہور ہیں۔ نیوٹن کو اس کے سائنسی کاموں کی وجہ سے 'سر' (Sir) کا خطاب بھی دیا گیا تھا۔

نیوٹن کے نظریات کا رد:۔ امام احمد رضا نے نیوٹن کا کھل کر اور نام لیکر رد و تعاقب کیا ہے۔ اس سلسلے میں امام احمد رضا کی تصنیف "فوز مبین در ردِ حرکت زمین" دیکھنے کے لائق ہے۔

نیوٹن کا نظریہ جاذب (Newton's universal law of Gravitation)

" Every body in this universe attracts every other body with a force which is directly proportional to the product of their masses and universely proportional to the square of the distance between their centres."

یعنی کائنات میں ہر جسم ایک دوسرے کو ایک قوت کے ساتھ کھینچتی ہے جو دونوں اجسام کے مقدار کے ضرب کا بالواسطہ متناسب ہوتا ہے اور ان کے بیچ کی دوری کے مربع کا معکوس متناسب ہوتا ہے۔

اسی بات کو امام احمد رضا نیوٹن کے حوالہ سے اس طرح لکھتے ہیں :۔ "ہر جسم میں دوسرے کو اپنی طرف کھینچنے کی ایک قوت طبعی ہے جسے جاذبہ یا جاذبیت کہتے ہیں اس کا پتہ نیوٹن کو ۱۶۶۵ء میں اس وقت چلا جب وہ وبا سے بھاگ کر کسی گاؤں گیا۔ باغ میں تھا کہ درخت سے سیب ٹوٹا اسے دیکھ کر سلسلۂ خیالات چھوٹا جس سے قواعد کشش کا بھبھوکا پھوٹا۔" (فوز مبین در رد حرکت زمین ص ۳۱)

نوٹ :۔ اکے لئے حاشیہ میں امام احمد رضا نے نیوٹن کے نظریہ جاذبہ کے لئے کتاب "اصول علم طبعی" صفحہ ۷۵ کا حوالہ دیا ہے۔

امام احمد رضا نیوٹن کا ردّو تعاقب اس طرح فرماتے ہیں :۔ "اوّل سیب گرنے اور جاذبیت کا آسیب جاگنے میں علاقہ بھی ایسا ہی لزوم کا تھا کہ وہ گرا اور یہ اچھلا کیونکہ اس کے سوا کوئی سبب ہو سکتا ہی نہ تھا۔"

(فوز مبین در رد حرکت زمین ص ۳۱)

آگے پھر تحریر کرتے ہیں :۔

"اولاً۔ عقلائے عالم اثقال میں میل سفل مانتے ہیں کیا وہ میل اس کے گرانے کو کافی نہ تھا یا میل نہ جانا، یوں نہ سمجھ سکتا تھا کہ ثقیل کے استقرار کو وہ محل چاہیے جو اس کا بوجھ سہارے۔ سیب وہی ٹوٹے گا جس کا علاقہ شاخ سے ضعیف ہو جائے، وہ کمزور تعلق اب اس کا بوجھ نہ سہار سکے ورنہ سبھی نہ ایک ساتھ ٹوٹ جائیں۔ ادھر تو ضعیف علاقہ کے سبب شاخ سے چھوٹا ادھر اس سے نرم تر ملا، ہوا کا ملاء اسے کیا سہارتی لہٰذا اس سے کثیف تر ملاء درکار ہوا کہ زمین ہو یا پانی کیا اتنی سمجھ نہ تھی یا بطلان میل پر کوئی قطعی دلیل قائم کرلی اور جب کچھ نہیں تو جاذبیت کا خیال محض ایک احتمال ہوا۔ محتمل مشکوک بے ثبوت بات پر علوم کی بنا رکھنا کار خردمنداں است۔

ثانیاً۔ لطف یہ کہ یہی ہیأت جدیدہ والے جابجا ثقیل میں میل ثقل مانتے خفیف میں میل علو لکھ جاتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ میل جاذبیت کا سارا میل کاٹ دے گا۔ جب ثقیل اپنے میل سے گرتا سیب کا ٹوٹنا جاذبیت پر کہاں دلالت کرتا ہے۔ یہ یقین و احتمال و طریق استدلال و منصب مدعی و سوال سے ان کی ناواقفی ہے۔ معلول کے لئے علت درکار ہے جب ایک کافی ووافی علت موجود اور تمہیں بھی مسلم ہے تو اسے چھوڑ کر دوسری بے ثبوت کی طرف اسے منسوب کرنا کون سی عقل ہے۔ بالفرض اگر علت کافیہ معلوم نہ ہوتی تو بلا دلیل کسی شے کو علت بتا دینا مردود ہوتا ہے۔ وہاں یہ کہنا تھا کہ علت ہمیں معلوم نہیں نہ یہ کافی علت موجود و مسلم ہوتے ہوئے اس سے فرار اور دوسری پر بے دلیل قرار۔ جاذبیت کے

رڈ کو ایک یہی بس ہے۔ یہاں سے ظاہر ہوا جاذبیت پر ایمان بالغیب انہیں مجبورانہ میل طبعی کے انکار پر لاتا ہے۔ اگرچہ وہ نادانی سے کہیں مقر ہوں اگرچہ وہ بے دلیل منکر ہوں اور میل طبعی کا ثبوت بلکہ احتمال ہی جاذبیت کو باطل کرتا ہے کہ جب میل ہے جاذبیت کی کیا حاجت اور اس کے وجود پر کیا دلیل؟ یہ تقریر بعض دلائل آئندہ میں ملحوظ خاطر ہے۔

رڈِ سوم۔ اقول نمبر ۲۰۵ فرض کردم کہ سیب گرنے سے زمین پر جاذبیت کا آسیب آیا مگر اس سے شمس میں جاذبیت کیسے سمجھی گئی جس کے سبب گردش کا طومار باندھ دیا۔ کیا اس پر بھی کوئی سیب گرتے دیکھا یہ ضرور ہے کہ جو کچھ زمین کے لئے ثابت ہو آفتاب میں بھی ہو۔"

(فوز مبین در رد حرکت زمین ص ۹۴_۹۵)

تبصرہ:۔ امام احمد رضا نے بڑے منطقیانہ انداز میں اسی اصول کی روشنی میں نیوٹن کے نظریہ کا رد کیا ہے۔ جس اصول کو بنیاد بنا کر نیوٹن نے کشش زمین کا نظریہ پیش کیا ہے۔

چونکہ آئزک نیوٹن نے جاذبیت (Gravity) کے لئے نافریت (Repulsion) کو لازم قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اصول علم طبعی نامی کتاب میں مسٹر نیوٹن کا یہ قول مندرج ہے اور امام احمد رضا اس کا حوالہ اس طرح دیتے ہیں:۔ "ہر جسم بالطبع دوسرے کے جذب سے بھاگتا ہے اس قوت کا نام نافرہ۔ بار بہ، دافعہ، محرکہ، نافریت ہے۔" (فوز مبین در رد حرکت زمین ص ۳۲)

امام احمد رضا نے نافریت کا بھی رد فرمایا ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"جاذبہ تو سیب کے گرنے سے پہچانی یہ کاہے سے جانی شاید سیب گرتے میں نیچے دیکھا تو زمین تھی اس کا جذب خیال میں آیا اور پر دیکھا تو سیب شاخ سے بھاگتا پایا یوں نافرہ کا ذہن لڑایا حالانکہ نیچے لانے کو ان میں ایک کافی ہے دو کس لئے؟ "حدائق النجوم" میں کہا کہ برابر سطح پر گولی پھینکیں تو بالطبع خط مستقیم پر جاتی ہے یہ نافرہ ہے۔ پھینکیں میں اس کا جواب ہے آہستہ رکھدیں کہ جنبش نہ ہو تو بال بھر نہ سرکے گی۔ جہاں سطح پوری لیول میں نہ ہو تو ڈھال کی طرف ڈھلکے گی۔ پھر کہا کنکیا میں پتھر باندھ کر اڑائیں چھوٹ کر سیدھا زمین پر آئے گا یہ نافرہ ہے۔ اقول یہی بات آگئی جو ہم نے ان کی دانش پر گمان کی تھی کہ نیچے دیکھا تو جذب سمجھے اوپر نگاہ اٹھی تو اسے بھول گئے۔ فرار پر فرار ہوا۔"

(فوز مبین در ردّ حرکت زمین ص ۳۲)

تبصرہ:۔ نافریت کے رد کے بعد امام احمد رضا تحریر کرتے ہیں:

"تم جاذبیت کیلئے نافریت لازم مانتے ہو کہ وہ ہو اور یہ نہ ہو تو کھنچ کر وصل ہو جائے اور ہم نافریت باطل کر چکے تو جاذبیت خود ہی باطل ہو گئی کہ بطلان لازم بطلان ملزوم ہے۔"

(فوز مبین در ردِ حرکت زمین ص ۹۵)

امام احمد رضا نے جاذبیت (Gravity) کے ردّ میں متعدد دلیلیں دی ہیں۔ ان دلائل میں منطق، ریاضی وہیئت (Astronomy) کا بھی استعمال کیا ہے۔

آئزک نیوٹن نے اپنے نظریہ جاذبہ یا ثقل اضافی (Force of Gravity) کے سلسلے میں مدوجزر کا نظریہ (Viewpoint of Tide) بھی بطور تائید پیش کیا ہے۔ امام احمد رضا نے کتاب "فوز مبین در ردِ حرکت زمین" میں مدوجزر کے نظریہ کو رد کیا ہے اور نیوٹن کا تعاقب فرمایا ہے۔

نیوٹن نے مدوجزر کا ہونا جذب قمر کو قرار دیا ہے۔ امام احمد رضا نیوٹن کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

"ہر شبانہ روز میں دوبار سمندر میں مدوجزر ہوتا ہے جسے جوار بھاٹا کہتے ہیں۔۔۔ یہ جذب قمر کا اثر ہے ولہذا جب قمر نصف النہار پر آتا ہے اس کے چند ساعت بعد حادث ہوتا ہے۔ آفتاب کو بھی اس میں دخل ہے ولہذا اجتماع ومقابلہ نیرین کے ڈیڑھ دن بعد سب سے بڑامد ہوتا ہے مگر اثر شمس بہت کم ہے۔"

تبصرہ:۔ نیوٹن کے مطابق ۲۴ گھنٹے ۵۰ منٹ کے وقفہ کے دوران ہر شبانہ روز دوبار سمندر میں جوار بھاٹا آتا ہے کیونکہ ۲۴ گھنٹہ ۵۰ منٹ میں زمین ایکبار چاند کے حوالہ سے گھوم جاتی ہے۔ دو متواتر مدوں (جوار) کی بلندی میں عدم مساوات پائی جاتی ہے لیکن یکے بعد دیگرے مدوں کی بلندی تقریباً برابر ہوجاتی ہے یہ بھی قمر کے خط جدی (Tropic of Caprion) خط استوا (Equator) یا خط سرطان (Tropic of Cancer) پر قمری یوم کے دوران ہونے کے مطابق ہے۔ مہینہ کے دوران دو سب سے بڑے مد ہوتے ہیں (ہر پونے پندرہ دن بعد) جن کی بلندی عام مد سے تقریباً ۲۰ فیصد زیادہ ہوتی ہے یہ ماہِ نو اور ماہِ کامل (Full Moon) سے مطابقت رکھتے ہیں۔ اسی طرح دو سب سے چھوٹے جزر (بھاٹا) اس وقت ہوتے ہیں جب چاند اور سورج زمین کے لحاظ سے °۹۰ پر ہوں۔ قمری ماہ (Lunar month) میں چاند ایک بار زمین کے نزدیک ترین ہوگا اور اس دن سب سے بڑا مد ہوگا اور اسی طرح ایک دن دور ترین ہوگا جس پر سب سے چھوٹا جزر ہوگا۔

اب دیکھئے امام احمد رضا اس کا رد کس طرح فرماتے ہیں:۔

"(۱) چاند تو زمین کے ایک طرف ہوگا دوسری طرف پانی کس نے کھینچا۔ یہ تو جذب نہ ہوا رفع ہوا۔"

(ص ۵۰)

(۲) کرہ زمین کو آب وخاک کا مجموعہ قرار دیا گیا ہے اور جذب صرف آب پر ہوتا ہے جو گزشتہ بیان کی نفی ہے۔ (ملخصا ۵۱)

مزید فرماتے ہیں:۔ "دیکھو تمہارے زعم میں جذب شمس سے زمین گھومتی ہے تو تینوں جز خاک وآب

وباد کو ایک ساتھ یکساں متحرک مانتے ہو نہ کہ سب ایکدوسرے سے جدا ہو کر چلیں۔
(فوز مبین در ردّ حرکت زمین ص ۵۱)

اسی طرح متعدد دلائل سے نیوٹن کے نظریہ مدو جزر اور جذب و کشش کے نظریات کا رد بلیغ کیا ہے۔

اسی مدو جزر کے سلسلے میں امام احمد رضا حساب لگا کر یہ نتیجہ نکالتے ہیں:۔

"قاعدہ نیوٹن اگر صحیح ہے تو قمر پر جاذبیت شمس بہ نسبت جاذبیت ارض $\frac{1}{5000}$ ہو گی یہ بھی بہت نادر۔ اکثر اوقات اس سے بھی کم۔ زمین سے قمر کا بعد البعد ۲۵۱۰۹۴۷ میل ہے اور شمس سے زمین کا بعد اقرب ۹۱۳۴۱۹۷۴۷ میل فرض کیجئے۔ شمس اپنے بعد اقرب پر ہے اور قمر اجتماع میں اپنے بعد البعد پر کہ شمس وارض سے فاصلہ قمر میں سب سے کم تفاوت کی صورت ہے۔۔۔۔۔۔۔" (ص ۱۰۳)

آخر میں یہ نتیجہ نکالتے ہیں:۔

"یعنی شمس اگر قمر کو اپنی طرف ایک میل کھینچتا ہے تو زمین اپنی طرف پانچ ہزار میل اور تقریر رد پنجم شامل کئے سے تو جذب زمین کے مقابل جذب شمس گویا صفر رہ جائے گا اور زمین کا جذب المعارض و مزاحم کا کام فرمائے گا اور شک نہیں کہ یہ جذب ہزاروں برس سے جاری ہے اور وہ کیا ہے کہ قمر ابھی تک زمین پر گر نہ پڑا۔ اگر جاذبیت صحیح ہوتی ضرور کب کا گر چکا ہوتا تو جاذبیت محض مہمل خیالی ہے۔"
(ص ۱۰۳، ۱۰۴)

نیوٹن کے اس قول کی رد میں کہ "اگر زمین کو اتنا دبایا جائے کہ مسام بالکل نہ رہتے تو اس کی مساحت ایک انچ مکعب (one Cubic foot) سے زیادہ نہ ہوتی۔" (ص ۷۰)۔

امام احمد رضا تحریر کرتے ہیں:

"اہل انصاف دیکھیں سردار ہیئات جدیدہ نیوٹن نے کیسی صریح خارج از عقل بات کہی۔ کرہ زمین اگر دب کر ایک انچ مکعب رہ جائے تو اولاً یہ سارا کرہ جو کہ کھربوں میل میں پھیلا ہوا ہے صرف ایک لاکھ دس ہزار پانچ سو بانوے (1,10,592) ذروں کا مجموعہ ہو۔ ہر ذرہ بال کی نوک کے برابر۔۔۔۔۔۔ پورے ساٹھ سمجھئے۔ بس یہ کائنات قطر زمین کی ہوتی اور اب ایک انچ طول کی خاک میں گن لیجئے اتنے ذرے فی الحال موجود ہیں تو باقی ۸ ہزار میل کا خط کہاں سے بنا" (ص ۷۱)

اسی طرح حساب لگا کر امام احمد رضا بتاتے ہیں:۔

"جب قطر میں ساٹھ ہی ذرے ہوئے اور وہ ۲۰ ادرجے اور زمین کا درجہ قطریہ ۶۶ میل کے قریب ہے یعنی ۶۵،۹۴۲۳ میل کہ نصف قطر معدل ۳۹۵۶،۵۴۳ میل ہے تو سب اس سمٹنے کے بعد پھیل کر

حالت موجودہ پر آئی۔ ہر ذرہ دوسرے سے ۱۳۲ میل کے فاصلے پر ہوتا تو زمین محسوس ہی نہ ہو سکتی۔"

(ص ۷۱)

امام احمد رضا نے ریاضی کی روشنی میں نیوٹن کے نظریہ کا کیسا مدلل رد کیا ہے۔

فوز مبین میں نیوٹن کے اور نظریات کا رد کیا ہے اور زبردست تعاقب کیا ہے۔ امام احمد رضا کے رد و تعاقب کی خوبی یہ ہے کہ مخالف اپنے دعوے میں جس علم و فن کی کتب سے دلیلیں دیتا ہے وہ اسی علم و فن سے اس کا رد فرماتے ہیں۔

۲۔ امام احمد رضا اور البرٹ آئن سٹائن کا رد و تعاقب

البرٹ آئن سٹائن: ۔ البرٹ آئن سٹائن ۱۴ مارچ ۱۸۷۹ء میں بمقام اولم مغربی جرمنی میں پیدا ہوا۔ اسے ۲۰ ویں صدی کا عظیم سائنس داں تسلیم کیا گیا ہے۔ اس نے ریاضی اور علم طبیعیات (Physics) کی مختلف شاخوں بالخصوص روشنی (Light) اور الکٹرانکس (Electronics) وایٹمی تھیوری وغیرہ پر کام کیا ہے۔ اسے "روشنی کی کوانٹم تھیوری اور فوٹوالیکٹرک اثر کے اصول (Photoelectric effect) کی کھوج پر ۱۹۲۱ء میں نوبل پرائز (Noble Prize) دیا گیا۔

یہ نظریۂ اضافیت (Theory of Relativity) اور توانائی کے مساوات $E = Mc^2$

یعنی توانائی = مقدار x حرکت[۲] یعنی space توانائی = مقدار x حرکت x حرکت

E سے مراد ہے توانائی (Energy)۔ M سے مراد ہے جسم کا مقدار اور C سے مراد ہے حرکت۔ وہ ۱۹۳۳ء میں امریکہ گیا اور وہیں ۱۹۵۶ء میں اس کا انتقال ہوا۔

کتاب "فوز مبین در رد حرکت زمین" میں امام احمد رضا نے اس کا نام تو نہیں لیا ہے لیکن اس کے نظریہ اضافیت (Theory of Relativity) کا رد بلیغ کیا ہے۔ آئن سٹائن کے نظریۂ اضافیت کے مطابق دو اشیاء میں ایک دوسرے کی بہ نسبت متضاد نسبت ہے مثلاً دو آدمی آمنے سامنے ہیں تو ایک کا دایاں ہاتھ دوسرے کے بائیں ہاتھ کی طرف ہوگا۔ اسی طرح آدمی پچھم کی طرف منہ کئے کھڑا ہے تو اس کی پشت پورب کو ہوگی اور سمت بدل دینے سے رخ بدل جائے گا وغیرہ وغیرہ۔

امام احمد رضا نے اس کلیہ کو مطلقاً نہیں مانا ہے بلکہ مشروط مانا ہے اور اس کے لئے دو قسمیں بتائی ہیں۔ (۱) اعتباری محض جس کے لئے کوئی منشا واقع میں متعین نہیں۔ (۲) جس کے لئے نفس الامر میں منشاء متعین ہو۔ انہوں نے اشیاء کی گنتی کی مثال دی ہے کہ چند چیزیں رکھی ہوں تو جس طرف سے بھی گنا جائے گا اسے نمبر ایک کہا جائے گا اور آخر والے کو آخر اور الٹے طرف سے گنیں گے تو اول آخر ہو جائے گا اور آخر اول۔ مگر سنوں میں مثلاً ۲ھ سے پہلے ۳ھ لے اور بعد میں ۱ھ لے تو یہاں جو

اول ہے وہی اول رہے گا یعنی اپنے ہی اول ہے۔ اسی طرح اوپر نیچے کو بھی قسم دوم نسبت واقعیہ میں لیا ہے کہ چھت یا آسمان اوپر ہیں تو اوپر ہی رہیں گے اس لئے کہ انسان سر نیچے اور پاؤں اوپر کر کے نہیں چلتا ہے۔

امام کس قدر منطقیانہ انداز (Logical) میں تحریر کرتے ہیں :۔

"نسبت متقابلہ واقعیہ میں کبھی دونوں جانب تحدید یعنی حد بندی ہوتی ہے کبھی صرف ایک تحدید ہوتی ہے دوسری جانب اس کے مقابلے میں غیر محدود مرسل رہتی ہے جیسے کسی شے سے اتصال وانفصال۔ اتصال محدود ہے اس میں کمی و بیشی کی راہ محدود مگر انفصال کیلئے کوئی حد نہیں جتنا بھی فاصلہ ہو گا انفصال ہی رہے گا۔ ہاں نسبت اعتباریہ میں کسی طرف تحدید ضروری نہیں کہ وہ تابع اعتبار ہیں۔ فوق و تحت نسبت واقعیہ سے ہیں تو ضرور ان میں تو ایک جانب تحدید ضرور ہے ورنہ اعتبار محض رہ جائیں گے۔"

(ص ۱۴۳۔۱۴۴)

امام احمد رضا نے آئن سٹائن کے نظریہ اضافیت کے رد میں اپنی حیرت انگیز ریاضی دانی کا مظاہرہ بھی کیا ہے اور خالص ریاضی (Pure Mathematics) کے اصول Real analysis (تجزیہ اصلی) کے چند تصورات جیسے جہت (Direction)' پارشل آرڈرنگ (Partial ordering) بائنری ریلیشن (Bina'ry relation) حد بندی (limit) لینیر آرڈرنگ (Linear ordering) وغیرہ۔

جیسا کہ ابتداء میں عرض کیا جاچکا ہے کہ سائنس ہو یا کوئی بھی علم و فن سدا اقدام و خط (Trial & Error) کے مرحلے سے گزرتے رہتے ہیں انھیں کے مد نظر نیوٹن اور آئن سٹائن کے بہت سے اصولوں اور نظریوں میں اصلاحات و ترمیمات ہوئی ہیں اور خود جرمنی کے ایک سو سائنسدانوں نے آئن سٹائن کے نظریہ سے اختلاف کیا ہے جس کے لئے کتاب Hundred Scientists against Albert Einstien دیکھی جاسکتی ہے۔

امام احمد رضا قرآن کے عالم تھے اور قرآن میں ہر شے اور ہر جائز علم بشمول سائنس کا بیان ہے اور قرآنی علوم کو کبھی بھی جھٹلایا نہیں جاسکتا اسی لئے امام احمد رضا نے قرآن اور اس کی تفسیر حدیث کے علوم کی روشنی میں غیر اسلامی نظریات سائنس کا رد کیا ہے اور سائنس دانوں کا تعاقب فرمایا ہے۔ ضرورت ہے کہ امام احمد رضا کے سائنسی اصولوں اور نظریوں پر تحقیقی امور انجام دیئے جائیں۔

علامہ احمد یار خان نعیمی اور تصنیفی خدمات

محمد ادریس رضوی - پتری پل - کلیان

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے پیغام کی اشاعت و تبلیغ کے کارواں میں حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان کا نام بھی نمایاں مقام رکھتا ہے۔ آپ نے قلم کی بیش بہا دولت سے مسلمانوں کو نوازا ہے۔ لیکن آپ کے علمی کارناموں اور سوانح عمری سے متعلق کوئی کتاب تو کیا چند صفحات کا رسالہ یا کتابچہ دیکھنے کو نہیں ملتا ہے۔

آپ مفسر بھی تھے اور مفتی بھی، محشی و شارح بھی تھے اور مبصر و نقاد بھی، مدرس بھی تھے اور مبلغ و خطیب بھی، مناظر و سیرت نگار بھی تھے اور شاعر و ادیب بھی۔ مفسر کی حیثیت سے آپ نے "اشرف التفاسیر" المعروف بہ "تفسیر نعیمی" لکھی ہے جو پر مغز اور گوناگوں خوبیوں سے لبریز ہے۔

(۱) ہر آیت کا پہلی آیت سے نہایت عمدہ تعلق اور ربط بیان کیا گیا ہے۔ (۲) آیات کا شان نزول نہایت وضاحت سے بتایا گیا ہے اور اگر شان نزول چند طرح سے مروی ہیں تو ان کی مطابقت کی گئی ہے۔ (۳) ہر آیت کی اوّلاً تفسیر اور پھر خلاصہ تفسیر پھر تفسیر صوفیانہ دلکش اور ایمان افروز طریقہ سے کی گئی ہے۔ (۴) ہر آیت کے ساتھ علمی فوائد اور فقہی مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ (۵) تقریباً ہر آیت کے ماتحت آریہ، عیسائی وغیرہ دیگر ادیان اور دیوبندی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی وغیرہم کے اعتراضات مع جوابات بیان کیے گئے ہیں۔.....(۱)

وجہ تصنیف بقلم مصنف

"تقریباً ہر زبان میں اس کی (قرآن) بے شمار تفسیریں لکھی گئیں۔ زبان اردو بھی کسی سے پیچھے نہ رہی مگر اہل ہند نے مسلمانوں کے اس جذبے سے غلط فائدہ اٹھایا کہ اپنے خیالات فاسدہ کو تفسیری رنگ میں ظاہر کیا۔ مرزائی نبوت مرزا کا مقصد لے کر مفسر بنے، چکڑالوی اپنے مذہب نامہذب کی اشاعت تفسیر کی آڑ میں کرنے لگے۔ بعض نے ولایتی عینک سے قرآن پاک کو دیکھا۔ بعض لوگوں نے شیطانی دل و دماغ سے اسے سمجھا کہ خود قرآن کریم سے صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین نکالنے لگے۔ شیطانی توحید کو ایمانی توحید بناکر خلق کے سامنے پیش کرنے لگے۔ آج کل ہر بد مذہب نے ترجمہ قرآن کو اپنے لئے آڑ بنایا ہے۔ جگہ جگہ مسجدوں میں قرآنی ترجمے کے درس کے بہانے مسلمانوں کو بہکایا جارہا ہے۔ جاہل اردو خواں جسے استنجا کرنے کی تمیز نہیں مفسر بنا ہوا ہے۔ اس لئے عرصہ سے میرا ارادہ تھا کہ کوئی ایسی تفسیر لکھوں جو کہ

عربی معتمد تفاسیر کا خلاصہ ہو اور جس میں موجودہ فرقوں کے نئے نئے اعتراضات کے جوابات دیئے جائے کیونکہ اردو تفاسیر عام طور سے بد مذہبوں کی ہیں۔"......(۲)

مصنف علیہ الرحمۃ کی تنقید کی روشنی میں مفسرین کے علم کا جائزہ لیجیے تو حیرت انگیز انکشافات کا اظہار ہوتا ہے۔ مفتی محمد مختار احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ "جمہوریت کے اس دور میں ہر شعبہ میں برابری کے دعوے کئے جارہے ہیں لوگوں میں علماء کے ساتھ بھی برابری کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ ہر شخص نے قرآن پاک سے بہ ہمت خود علم حاصل کرنے کی کوشش کی، عربی سے معمولی شد بد رکھنے والے مترجم قرآن بن گئے اور ہر آیت کا تفسیر کرنا اپنے لئے ضروری خیال کرنے لگے ایسے لوگ بھی مترجم اور مفسر بن گئے جن کے بارے میں تصدیق ہے کہ انہوں نے باضابطہ طور پر کسی بھی مدرسہ عربی میں علم حاصل نہیں کیا (جیسے مودودی) حساب میں ڈاکٹریٹ کرنے والے مفسر قرآن بنے (جیسے عنایت اللہ المشرقی) یہاں تک کہ ایسے ایسے دعویدار پیدا ہوئے کہ قرآن کو دیگر علوم کی مدد سے سمجھنے کے اصول کو بالائے طاق رکھ کر قرآن کو قرآن سے سمجھنے کے اصول بتانے لگے۔ احادیث تک سے روگردانی کی اور پھر ستم یہ کہ اپنا نام اہل قرآن رکھا (جیسے غلام احمد پرویز) نتیجہ اب یہاں پہنچا ہے کہ خواندہ ناخواندہ صرف انگریزی تعلیم یافتہ لغت کا معمولی طالب علم مفسر قرآن بن بیٹھا ہے اور اپنی پیش کردہ تاویلات کو بھی وحی الٰہی جانتے ہوئے اس سے اختلاف کرنے والوں کو بلا تامل کافر کہہ دیتا ہے۔......(۳)

مفسرین کو ذیل کے علوم صرف، نحو، معانی، بیان، بدیع، ادب، لغت، فلسفہ، حساب، جیومیٹری، فقہ، تفسیر، حدیث، علم کلام، جغرافیہ، تاریخ، تصوف، اصول وغیرہ پر مکمل دسترس حاصل کرنا ضروری ہے۔ ......(۴) اور جدل و مناظرہ کا بھی ہے......(۵) علم فرائض کا بھی اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ تفسیر نعیمی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علامہ احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ کو مذکورہ علوم پر مکمل عبور حاصل تھا۔ قرآنی آیات کی شان نزول اور معانی کے لحاظ سے جابجا ان علوم کا مظاہرہ کرکے انہوں نے نفیس تفسیر تحریر فرمائی ہے۔ چند اقتباسات ملاحظہ کیجئے۔

صرفی بحث

ولا تهنوا ولا تحزنوا۔ لا تهنوا وهن سے بنا ہے۔ بمعنی ضعف و کمزوری، زکریا علیہ السلام نے دعا کی تھی۔ رب انی وهن العظم منی خدایا میری ہڈیاں کمزور ہوگئیں۔ دراصل لاتو هنو تھا واؤ گرگیا۔ یعد کے قاعدہ لاتحزنو احزن سے بنا۔ یعنے غم و رنج کرنا وهن کا تعلق آئندہ زمانہ سے ہے اور حزن کا تعلق گذشتہ سے (شان نزول کی طرف اشارہ) ظاہر یہ ہے کہ دونوں خطاب غازیان غزوہ احد کو ہیں پھر صحابہ کو، پھر سارے مسلمانوں کو یعنی اے غازیان احد تم احد کی تکلیف سے آئندہ کے لئے ضعیف، کمزور نہ ہوجاؤ، آئندہ جہادوں کے لئے تیار رہو اور نہ اس احد کی تکالیف کا غم و پرواہ کرو۔ وانتم الاعلون واؤ حالیہ ہے۔ انتم میں غازیان احد، پھر تمام صحابہ، پھر سارے مسلمانوں سے خطاب ہے۔ صرفی بحث اعلون

مذکر ہے۔ اعلے علو کا اسم تفضیل۔ اس جملہ میں یا ماضی کی طرف اشارہ ہے یا زمانہ حال کی جانب یا استقبال کی طرف...... (۶)

نحوی بحث

فاذکرونی اذکرکم۔ ف یا تو جزایہ ہے اور یہ عبارت پوشیدہ شرط کی جزا اور علیحدہ جملہ، یعنی جب تم میری نعمتوں کو پہچان چکے تو میرا ذکر کرو۔ یاف صلہ کی ہے اور اس کا گذشتہ آیتوں سے تعلق یعنی جیسے کہ ہم نے تمہیں رسول دیا۔ ایسے ہی تم بھی ہمیں یاد کرو...... (۷)

علم بیان

اس کی کئی قسمیں ہیں ان سے ایک قسم استعارہ تبعیہ کی مثال (علی ھدی) علی ھدی میں علی اس لئے بڑھایا گیا کہ علی غلبہ کے لئے آتا ہے جیسے کہتے ہیں زید سواری پر ہے۔ یعنی زید سواری پر ہے اور وہ سواری زید کے قبضے میں ہے۔ اسی طرح اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ لوگ ہدایت پر غالب ہیں اور یہ ہدایت ان کے قبضے میں آچکی ہے کہ انشاء اللہ وہ اس سے چھوٹ نہیں سکتی کیونکہ وہ ان کے رب کا عطیہ ہے اور وہ ہمیشہ اس کو مضبوطی سے پکڑے رہے ہیں نفس اور شیطان اور دنیاوی تفکرات اور دیگر راحتیں مصیبتیں ان کو اس ہدایت سے ہٹا نہیں سکتی اور وہ ان تمام سے اس طرح گزر جاتے ہیں جیسے کشتی سے جہاز...... (۸)

معانی

اس کی متعدد قسمیں ہیں ایک قسم اظہار تحسر کی مثال فلما وضعتھا۔ وضع کے معنی ہیں رکھنا یہاں مراد ہے جننا کیونکہ جن کر بچہ زمیں پر رکھا جاتا ہے اس کا فاعل عمران کی بیوی ہیں۔ ھا کا مرجع ما ہے۔ چونکہ رب کے علم میں وہ لڑکی تھی۔ اس لئے ضمیر مؤنث ارشاد ہوئی یا ہر شخص میں نفس و روح ہے مؤنث ہے یعنی پس جب انہوں نے اس لڑکی کو یا اس نفس کو جنا تو قالت رب انی وضعتھا انثی یہاں بھی وضعتھا میں ھا کا مؤنث ہونا نفس اور روح کے لحاظ سے ہے اور انثی ھا کا بدل ہے یا حال اس سے مقصود رب کو خبر نہیں بلکہ فقط اظہار غم ہے کہ نذر کا پورا ہونا بظاہر نا ممکن ہوگیا۔ آپ کا یہ غم بے صبری یا ناشکری کا نہ تھا۔ بلکہ ایک نعمت یا ایک عبادت سے محرومی کا تھا کہ بیٹا ہوتا تو خدمت بیت المقدس کرتا مجھے دائمی ثواب پہنچتا۔ لڑکی نہ یہ کام کر سکے گی نہ مجھے اجر ملے گا...... (۹)

بدیع

بدیع کی بہت سی قسموں میں سے ایک قسم ابہام کی مثال (بھیمۃ الانعام بھیمہ سے بنا ہے بھم سے معنی

مضبوطی اور پوشیدگی اس لئے سخت پتھر کو اور بہادر انسان کو بہمہ کہا جاتا ہے خفیہ بات کو مبہم۔ خفیہ بات کرنے کو ابہام کہا جاتا ہے۔ اب بے عقل جاندار یعنی جانوروں کو بہمہ کہتے ہیں کیونکہ انسانوں کی بات ان سے خفیہ رہتی ہے وہ کچھ سمجھ نہیں سکتے اور ان کی حالت انسانوں سے خفیہ کہ وہ کسی سے کچھ نہیں کہہ سکتے۔...... (۱۰)

۔ ادب

قرآن مجید کلام الٰہی ہے۔ ادب انسانی دماغ کی تخلیق، اس مقدس کلام کو ادب نہیں کہا جاسکتا، ادب قرآن کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا، بڑے بڑے شعراء نے قرآن کی آیتیں سن کر شاعری ترک کردی اور اسلام لے آئے۔ ہاں؛ قرآن کی فصاحت و بلاغت مسلم ہے۔...... (۱۱) حضرت مفسر علیہ الرحمہ ادب سے پوری طرح واقف تھے کہ لغات میں ادب کے معانی۔ "علم زبان جس میں نحو، لغت، عروض، انشا، معانی اور بیان وغیرہ داخل ہے۔...... (۱۲) بتایا گیا ہے۔ تفسیر نعیمی میں اردو ادب کی جھلک جگہ جگہ دکھائی دیتی ہیں"۔ نمونہ کے طور پر یہ اقتباس دیکھئے۔ "رات و دن۔ ان کا آپس میں ذاتی اختلاف کہ رات تاریک، دن نورانی، رات سیاہ، دن سفید، رات سرد، دن گرم، دونوں ایک دوسرے کے دشمن، مگر پھر بھی ان میں ایسا اتفاق کہ کبھی رات اپنا حصہ دن کو بخش دے اور خود گھٹ کر اسے بڑھادے، کبھی اس کے عوض دن اپنا کچھ حصہ رات کو عطا کر کے اسے بڑھا کر خود گھٹ جائے۔ پھر کہیں چھ ماہ دن اور چھ مہینے رات اور کہیں کئی کئی روز آفتاب ندارد، دونوں آپس میں ایک دوسرے کے مخالف مگر دونوں مل کر خلق خدا کے خدمت گار، رات سب کو سلا کر موت کا نمونہ قائم کردے۔ دن سب کو جگا کر زندگی بعد موت کا مزہ چکھائے یہ تمام باتیں بغیر قادر حکیم کے ناممکن۔..... (۱۳)

لغت و تفسیر

فاذکرونی اذکرکم واشکروالی ولا تکفرون۔ ذکر کے چند معنی ہیں یاد کرنا، یاد رکھنا، تعریف کرنا، بزرگی دینا، شہرت دینا، نصیحت کرنا رب فرماتا ہے انہ تذکر لک اور فرماتا ہے والقرآن ذی الذکر، ان آیتوں میں ذکر بمعنی شرف ہے۔ اسی لئے قرآن کا نام بھی ذکر ہے۔ یہاں یا تو دونوں ذکروں سے یاد کرنا، یا یاد رکھنا یا تعریف کرنا مراد ہے۔ یعنی تم میری تعریف کرو یا مجھے یاد کرو یا یاد رکھو تو میں بھی تمہاری تعریف کروں گا یا یاد رکھوں گا۔ یعنی تم پر نظر کرم رکھوں گا کہ رب بھول چوک سے پاک ہے یا دوسرے ذکر کے معنی چرچا کرنا، عزت دینا ہے یعنی تم مجھے یاد کرو تو میں زمین و آسمان میں تمہاری شہرت کروں گا کہ انسان تو کیا جنات ملائکہ بھی تمہاری طرف کھینچے چلے آئیں گے اور تم سارے میں ولی مشہور ہوجاؤ گے۔ یا تم مجھے یاد کرو تو میں تمہیں دنیا اور آخرت میں عزت دوں گا۔ ذکر تین قسم کا ہے۔

ذکر لسانی جو زبان سے ہو، ذکر جنانی جو دل سے ہو، ذکر ارکانی جو ہاتھ پاؤں سے ہو۔ ان میں سے بعض، بعض سے اعلیٰ ہے۔ جس درجہ کا ہمارا ذکر ہوگا اسی درجہ کا رب ہمارا ذکر فرمائے گا۔ کیونکہ یہاں دونوں ذکر عام ہیں اور صرف ذکر پر ہی قناعت نہ کرنا بلکہ واشکرو لی میری نعمتوں کا شکریہ بھی ادا کرنا۔ شکر کے لفظی معنی ہیں ماننا یا ظاہر کرنا۔ اسی لئے رب کا نام بھی شاکر اور شکور ہے۔ ہم تو رب کی نعمتوں کا اقرار اور اظہار کر کے شاکر کہلاتے ہیں اور وہ اپنے کرم سے ہماری ناچیز عبادت قبول فرماتا ہے۔ ملائکہ پر ظاہر کرتا ہے اس لئے اس کا نام شاکر اصطلاح میں نعمت کے سبب منعم کی اظہار عظمت کو شکر کہا جاتا ہے شکر بھی ذکر کی طرح بہت عام ہے اور ہر نعمت کا علیحدہ شکریہ، صحت کا شکریہ، نماز کا شکریہ، زکوٰۃ رزق کا شکریہ، روزہ قوت کا شکریہ کمزوروں کی مدد ہے۔ نعمتیں کھا کر فقط منہ سے شکر کہہ دینا کافی نہیں۔ الخ ...... (۱۴)

فلسفہ

او کصیب من السماء فیہ ترجمہ:- یا جیسے آسمان سے اترتا پانی۔

فلاسفہ کہتے ہیں بارش دریاؤں کا پانی ہے۔ جو گرمی یا بھاپ بن کر اوپر گیا۔ اور وہاں ٹھنڈا ہو کر بادل بنا اور پھر برس گیا۔ اس میں اس کی تردید کردی گئی ہے کہ بارش زمین سے نہیں آتی ہے کیونکہ بہت دفعہ گرمی ہوتی ہے مگر بارش نہیں ہوتی اور بارہا سخت سردی میں تیز بارش ہو جاتی ہے۔ اور اگر یہ مان بھی لیا جائے تو اس کی کیا وجہ ہے کہ کبھی چھوٹے قطرے گرتے ہیں اور کبھی بڑے، کبھی برف اور کبھی اولہ اور اگر سب باتوں سے چشم پوشی کر کے مان بھی لیا جائے کہ بارش سمندر سے ہوتی ہے تو بتاؤ سمندر میں پانی کہاں سے آیا۔ یقیناً آسمان ہی سے آیا۔ ہم کو خزانہ سے روپیہ ملتا ہے لیکن خزانہ میں ٹکسال سے روپیہ آتا ہے تو آیت میں بارش کی ٹکسال کا ذکر فرمایا گیا۔ تفسیر روح البیان میں سیدنا عبداللہ ابن عباس سے روایت کیا کہ عرش کے نیچے ایک دریا ہے جس سے تمام حیوانات پر رزق اترتے ہیں رب تعالیٰ کی مرضی کے مطابق تمام رزق آسمانوں سے گزرتے ہوئے دنیاوی آسمان کی طرف پہنچتے ہیں۔ بادل مثل چھلنی کے ہے کہ پانی آسمان سے آتا ہے اور اس سے چھن کر زمین پر گرتا ہے۔ ہر قطرہ ایک فرشتہ لے کر آتا ہے۔ الخ ...... (۱۵)

سائنسدانوں کی تحقیق

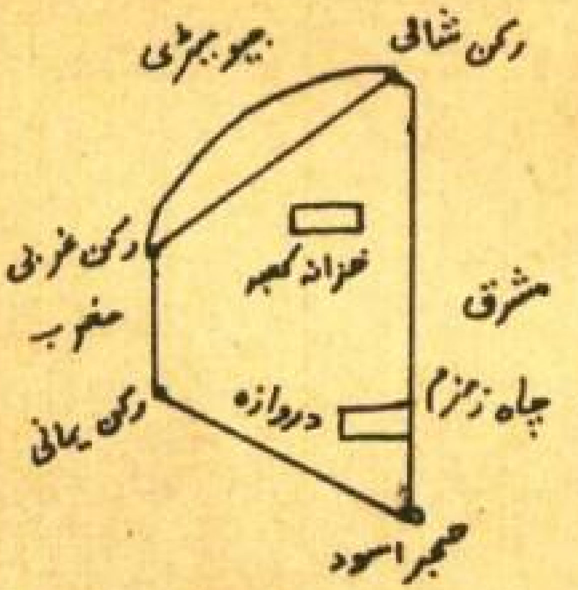
امریکی خلائی طیارے سے لی جانے والی تصویروں سے ۳۰ جون ۱۹۷۶ء میں مریخ پر پانی کی موجودگی کا پتہ چلا۔ ...... (۱۶)

اس سے علامہ نعیمی علیہ الرحمہ کے قول کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ بارش کا پانی آسمان سے آتا ہے۔ اور اب سائنسدانوں نے چاند پر بھی پانی کے ذخیرے کا پتہ لگا لیا ہے۔

اس تعلق سے "تفسیر نعیمی" ج۱ "اور مفسر موصوف کی کتاب "در علم المیراث" دیکھئے۔

جیومیٹری

ابراھیم علیہ السلام نے اس خط پر یہاں تک زمین کھودی کہ (کعبہ کی) بنیاد حضرت آدم نمودار ہوگئی اور اس بنیاد پر عمارت بنائی اس کی مقدار یہ ہے۔ اس کی بلندی ۹ ہاتھ اور رکن اسود سے رکن شامی تک کی دیوار ۳۳ ہاتھ اور رکن شامی سے رکن غربی تک کی دیوار ۲۲ ہاتھ اور رکن غربی سے رکن یمانی تک ۳۱ ہاتھ اور رکن یمانی سے پھر رکن اسود تک ۳۰ ہاتھ لہٰذا اس وقت یہ کعبہ مستطیل کی شکل تھا جس کا طول عرض سے زیادہ اور خود طول کی شرقی غربی دیواروں میں ایک غیر محسوس سا فرق اس کا دروازہ زمین سے ملا ہوا جس میں کیواڑ وغیرہ نہ تھا۔ جس کی شکل یہ ہے۔ ←



خزانہ کعبہ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کے اندر داہنی جانب ایک تقار سا بنایا تھا جو مثل خزانہ کے تھا کہ کعبہ کے لئے جو کچھ نذر تحفے آئیں اس میں رکھے جائیں۔......(۱۷)

فقہ

مسئلہ۔ سال میں پانچ دن روزہ رکھنا حرام ہے۔ عید اور بقر عید اور بقر عید کے بعد تین دن یعنی گیارہویں، بارہویں، تیرہویں ذوالحجہ، لہٰذا مریض اور مسافران دنوں کے علاوہ میں قضا کریں۔ مسئلہ۔ فقط بیماری کے وہم پر روزہ نہ رکھنا جائز نہیں یا تجربہ یا نیک اور قابل طبیب کے کہنے سے بیماری کا اندیشہ معتبر ہے۔ مسئلہ۔ حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کو روزہ سے اپنی یا بچے کی جان یا بیماری کا اندیشہ ہو تو اسے بھی افطار جائز ہے۔ مسئلہ۔ جو شخص ستاون میل کے فاصلے پر جانے کا قصد کرتا ہو اور اس درمیان میں سفر توڑنے کا ارادہ بھی نہ ہو تو وہ مسافر ہے۔ لہٰذا ڈاک گاڑی کا ڈرائیور و گارڈ جن کی گاڑیاں ستاون میل پر ٹھہرتی ہیں مسافر ہیں اور پسنجر کے ملازمین مسافر نہیں کیونکہ ہر اسٹیشن پر کام کرتے ہوئے یعنی سفر توڑتے ہوئے جاتے ہیں لہٰذا ان پر پوری نماز بھی واجب اور روزہ بھی۔ الخ......(۱۸) مفسر موصوف علیہ الرحمہ کی

کی دو مستقل کتابیں (۲) فتاوی نعیمیہ اور (۳) اسلامی زندگی فقہ میں ہیں۔

حدیث

سورہ النساء آیت ۱۷ جس کا ترجمہ ہے۔ "وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کر لیا ہے وہ انہیں کی ہے جو نادانی سے برائی کر بیٹھے پھر تھوڑی دیر میں توبہ کر لے ایسوں پر اللہ جل جلالہ اپنی رحمت سے رجوع کرتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔" اس آیت کے تحت خلاصہ تفسیر میں مفسر رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی پیاری حدیث بیان فرمائی ہے۔

"حدیث شریف میں ہے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک وعظ کے آخر میں فرمایا جو اپنی موت سے ایک سال قبل توبہ کرے رب تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ پھر فرمایا جو موت سے ایک مہینہ پہلے توبہ کرے رب تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ پھر فرمایا مہینہ بھی بہت ہے جو موت سے ایک دن پہلے توبہ کرے رب تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ پھر فرمایا دن بھی بہت ہے جو موت سے ایک گھڑی پہلے توبہ کرے رب تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ پھر فرمایا گھڑی بھی بہت ہے یہ فرما کر اپنے ہاتھ مبارک سے حلق شریف کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا جب جان یہاں آجائے جب بھی توبہ کرے تو قبول ہے (روح المعانی) روح المعانی نے یہی حدیث اس طرح بیان کی حضرت جبریل نے بارگاہ نبوی میں اولاً ایک سال کی مدت بیان کی۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سال تو بہت ہے پھر عرض کیا ایک ماہ۔ الخ احمد ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی، فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ غرغرہ تک بندہ کی توبہ قبول کرتا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ابلیس نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ جب تک بندہ کی روح اس کے بدن میں رہے گی میں اس کے اندر رہوں گا۔ وہاں سے نکلوں گا نہیں میرا نکلنا روح نکلنے کے بعد ہوگا۔ رب تعالیٰ نے فرمایا جب تک بندے کی روح اس کے جسم میں رہے گی اس پر توبہ بند نہ کروں گا۔ اس وقت تک اس کی توبہ قبول کروں گا۔ ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ ملک الموت کے دیکھنے تک کا وقت قریب میں داخل ہے حضرت عکرمہ فرماتے ہیں ساری دنیا ہی قریب ہے کہ قریب الفناء ہے (روح المعانی) غرض یہ کہ یہ آیت کریمہ بہت ہی ہمت افزا امید افزا ہے۔ (۱۹) اس موضوع پر آپ کی دو کتابیں (۴) "مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح" اردو میں اور (۵) "نعیم الباری فی انشراح البخاری" عربی میں ہیں۔

جغرافیہ

فی البحر کے تحت لکھتے ہیں کہ "بحر دریا کو بھی کہتے ہیں اور کھاری سمندر کو بھی، مشہور یہ ہے کہ سمندر سات ہے مگر تفسیر کبیر اور عزیزی وغیرہ نے فرمایا کہ پانچ سمندر بڑے ہیں۔ (۱) بحر ہند جسے بحر چین

بھی کہتے ہیں۔۔بحر مغرب۔۔بحر شام۔۔بحر نیطش۔۔بحر جرجان۔۔بحر ہند کی لمبائی آٹھ لاکھ میل اور چوڑائی دو ہزار سات سو میل ہے۔۔بحر مغرب اسی کا نام۔بحر اوقیانوس ہے یہ۔بحر ہند سے متصل ہے۔اسی کا مشرقی کنارہ معلوم نہ ہو سکا۔مغربی کنارہ اور صقالیہ واقع ہے۔اسی میں حبشہ کے مقابل چھ ۶ جزیرے ہیں جنہیں جزائر خالدات کہتے ہیں۔۔بحر شام اس کا نام۔بحر روم افریقہ و مصر ہے اس کی لمبائی پانچ ہزار میل اور چوڑائی چھ سو میل ہے۔اس دریا میں ایک سو باسٹھ ۱۶۲ جزیرے آباد ہیں۔جس میں سے پچاس بڑے اور باقی چھوٹے۔۔بحر نیطش یہ لازقیہ سے نکل کر قسطنطنیہ سے گذرتی ہوئی روس اور صقالیہ میں پہنچتی ہے اس کی لمبائی ایک ہزار تین سو میل اور چوڑائی صرف تین سو میل ہے۔۔بحر جرجان اس کی لمبائی مشرق سے مغرب کی طرف تین سو میل اور چوڑائی چھ سو میل۔اس کا نام۔بحر آب سکون بھی ہے۔یہی دریا طبرستان وبلم نہروان وغیرہ سے گذرتا ہے۔۔یہ پانچ بڑے سمندر ہیں اس کے علاوہ دو چھوٹے سمندر بھی ہیں جنہیں بحیرہ کہتے ہیں۔۔بحیر۔بحیریہ اور۔بحیرہ خوارزم۔...... (۲۰)

تاریخ

"روزہ نبوت کے پندرھویں سال یعنی دس شوال ۲ ہجری میں فرض ہوا (خزائن العرفان، در مختار و خازن) اولاً صرف ایک روزہ یعنی عاشورہ کے دن کا فرض ہوا۔ پھر یہ منسوخ ہو کر ہر چاند کی تیرھویں، چودھویں، پندرھویں کے روزے فرض کئے گئے۔ پھر یہ بھی منسوخ ہو کر ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے مگر لوگوں کو اختیار تھا چاہے روزہ رکھیں چاہیں تو فدیہ دیں یعنی ہر روزہ کے عوض آدھا صاع (۱٫۷۵ روپے اٹھنی بھر) گیہوں کا ایک صاع جو (۱۵۳ روپے بھر) صدقہ کریں۔ پھر یہ اختیار منسوخ ہو کر روزے لازم ہوئے مگر یہ پابندی رہی کہ رات کو سونے سے پیشتر جو چاہو کھاؤ سو کر کچھ نہیں کھا سکتے۔ پھر حضرت صرمہ کا واقعہ پیش آنے پر صبح تک کھانے پینے کا اختیار دیا گیا مگر جماع پھر بھی حرام رہا۔پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ پیش آیا تو یہ بھی حلال کر دیا گیا۔"...... (۲۱)

تصوف

ویسئلونک عن المحیض الخ کے تحت تفسیر صوفیانہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ "جیسے عورتوں کے حالات مختلف ہیں کہ کبھی انہیں ظاہری حیض آتا ہے اور کبھی پاک و صاف رہتی ہیں اور حالات کے مطابق ان کے احکام بھی جداگانہ ہیں۔ ایسے ہی نفس انسانی کے مختلف حالات ہیں کبھی اس پر حرص، حسد، ہوس اور دنیوی شہوتوں کا غلبہ ہوتا ہے۔ یہ گویا نفس کا باطنی حیض ہے اور کبھی نفس متوجہ الی اللہ ہوتا ہے۔ یہ اس کی طہارت کا وقت اور جیسے کہ عورت۔بحالت حیض نماز روزہ اور مسجد میں حاضر ہونے سے محروم ہے ایسے ہی نفس ان حالات میں قرب الٰہی اور ترقی درجات سے محروم: جیسے کہ حالت حیض میں

عورت سے صحبت کرنا حرام، ایسے ہی اس حالت میں روح کا نفس سے اختلاط ناجائز جب تک کہ قلب اس کی اصلاح نہ کر دے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ حیض میں خون بہتا ہے اور اس حالت میں نفس سے حرص و ہوا بہتی ہے۔ اس ہوا کے غلبہ سے صفائی مکدر ہو کر اذی یعنی گندگی غالب آجاتی ہے اس لئے کہا گیا ہے کہ قطرہ ہوا، بحر صفا کو گدلا کر دیتا ہے اور اس وقت نفس حقیقی روزہ اور نماز سے محروم ہوتا ہے۔"

.....، (۳۲) نوٹ:۔ مفسر قرآن حکیم الامت حضرت علامہ احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ہر آیت کے تحت تفسیر صوفیانہ مؤثر اور دل افراز انداز میں بیان کیا ہے۔

عقائد و کلام

"یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و ابتغوا الیہ الوسیلہ۔ توسل کے لئے دلائل نقلیہ قرآن سے ہے قرآن کریم کافر کتابیوں کے لئے فرماتا ہے۔ و کانو یستفتحون علی الذین کفروا یہ لوگ ان محبوب کے توسل سے کفار پر فتح مانگتے تھے۔ فلما جاء ھم ما عرفوا کفروا بہ جب وہ جانے پہچانے نبی آگئے تو یہ انکار کر بیٹھے۔ دیکھو یہ توسل ہے حضور کی پیدائش سے پہلے۔ اور فرماتا ہے کہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کی مدد سے یتیم بچوں کی گرتی ہوئی دیوار بنائی اور وجہ یہ بیان کی و کان ابو ھما صالحا ان بچوں کا باپ نیک تھا اس لئے ان پر رب کا یہ کرم ہوا کہ ان کی گرتی ہوئی دیوار ان دو مقبولوں کے ذریعہ بنوادی۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا۔ اذھبو بقمیصی ھذا فالقوہ علی وجہ ابی یات بصیرا۔ میری یہ قمیص لے جاؤ اور ابا جان کے چہرے پر ڈال دو۔ وہ انکھیارے ہو جائیں گے یہ ہے زندہ نبی کے تبرکات کا وسیلہ، بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ تم تابوت سکینہ کو جہاد میں اپنے ساتھ رکھو فتح پاؤ گے۔ اس تابوت میں کیا تھا۔ فیہ سکینۃ من ربکم الخ اس صندوق میں تمہارے رب کی طرف دلوں کا چین و سکون ہے اور حضرت موسیٰ و ہارون علیہ السلام کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں۔ اس میں وفات یافتہ بزرگوں کے تبرکات سے وسیلہ پکڑنے کا حکم ہے۔ الخ"

دلائل نقلیہ حدیث شریف سے

حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے مشکیزہ کا منہ کاٹ کر رکھ لیا تھا جس سے منہ لگا کر حضور نے پانی پیا تھا۔ مدینہ کے بیماروں کو یہ چمڑے کا ٹکڑا دھو کر پلاتی تھیں انہیں شفاء ہوتی تھی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وفات کے وقت وصیت کی تھی کہ میرے پاس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال اور ناخن شریف ہیں وہ میرے کفن میں میری آنکھوں اور منہ پر رکھ دیے جائیں تاکہ قبر کی مشکل آسان ہو۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لوگوں نے بارش نہ ہونے کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ میرے حجرے کی چھت کھول دو جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور ہے۔ چھت کھولنے سے کہ بارش ہوئی۔

دلائل عقلیہ

اس نے ہم کو ہستی دی تو ماں باپ کے ذریعہ سے، علم دیا استاد کے ذریعہ سے، مال دیا مالداروں کے وسیلہ سے، شفا دی حکیم کے وسیلہ سے، موت دی تو ملک الموت کے وسیلہ سے، ہم ایمان، قرآن، رحمت، رحمان ملی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے، بزرگوں کا وسیلہ وہ نعمت جس کا فیض جانوروں بلکہ زمین و زماں کو حاصل ہوتا ہے۔ اصحاب کہف کا کتا ان بزرگوں کے وسیلہ سے عظمت والا ہوا۔ الخ"۔ (۲۳)

عقائد و کلام کے تعلق سے حضرت احمد یار رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رسالہ "رحمت خدا بوسیلہ اولیاء" بھی ہے۔ رسالہ کے متعلق آپ خود رقمطراز ہیں۔ "جس میں بائیس آیات قرآنیہ اکیس احادیث نبویہ سولہ اقوال علماء و اولیاء دس اقوال مخالفین سے وسیلہ کا ثبوت دیا گیا ہے۔ اور اس رسالہ کے دوسرے باب میں مخالفین کے تمام اعتراضات کے جوابات دیئے گئے۔ وسیلہ کے اکیس عقلی ثبوت دیئے گئے۔ اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے وہ رسالہ ضرور مطالعہ کرو انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔۔۔۔۔ (۲۴)

ردّ و مناظرہ

اعتراض:۔ قابیل کو حضرت آدم علیہ السلام کا وسیلہ، کنعان کو نوح علیہ السلام کا وسیلہ، عبد اللہ ابن ابی منافق کے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چادر و تہبند کا وسیلہ کچھ کام نہ آیا یہ سب مردود ہی رہے۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ انبیاء کوئی چیز نہیں اپنے اعمال ہی کا وسیلہ چاہئیے (دیوبندی)

جواب:۔ جی ہاں کفار کو وسیلہ انبیاء اولیاء مفید نہیں، وسیلہ تو مومنوں کو فائدہ مند ہے۔ سورج اندھے کو، بارش زمین شورہ کو، اعلیٰ درجہ کی دوا و غذا مردہ کو فائدہ نہیں دیتی اس لئے نہیں کہ یہ چیزیں بیکار ہیں بلکہ اس لئے کہ لینے والے میں فیض حاصل کرنے کی قابلیت نہیں، نیز ان لوگوں نے ان حضرات کا وسیلہ اختیار ہی نہیں کیا یہ تو ان حضرات کے مخالف رہے پھر فیض کیسے پاتے۔۔۔۔۔ (۲۵)

اعتراض:۔ سارے جانور کھایا کرو کیونکہ سب خدا کی مخلوق ہیں۔ بعض پر مہربانی کیوں کرتے ہو۔ (آریہ)

جواب:۔ پنڈت جی ساری عورتیں اللہ کی مخلوق ہیں۔ پھر بیوی کا کام اپنی ماں بہن سے کیوں نہیں لیتے یہ فرق کیسا۔ رب کی مخلوق خالق کی اجازت پر خرچ کی جائے گی۔ بری غذا کا اثر کھانے والے کے اخلاق پر پڑتا ہے۔ اس لئے وہ حرام کی گئیں۔ مثلاً سور بے غیرت جانور ہے کہ اپنی مادہ کے لئے نر خود تلاش کرتا ہے دیکھ لو سور خور قومیں یعنی ٹھاکر و عیسائی وغیرہ کیسی بے غیرت ہیں۔ اس طرح بعض جانوروں کے گوشت تندرستی بگاڑنے والے ہیں۔ انہیں بھی شریعت نے حرام فرمایا۔۔۔۔۔ (۲۶)

یہ ہیں اشرف التفاسیر میں حضرت نعیمی علیہ الرحمہ کے منور و مصفا علم و حکمت کے لعل و گہر کے نمونے علم و فنون کے اس گلدستہ میں ان علوم کے علاوہ منطق و ہیئت و دیگر علوم کے پھول بھی ہیں تاریخ کو معطر

کرتے ہیں جو پڑھنے والوں کو دعوت نظارہ دیتے ہیں بقول شاعر ع

قدم قدم پر، روش روش پر، نئے نئے گل کھلا رہے ہیں

اور پڑھنے والا پکار کر کہتا ہے ع ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے

بحیثیت مناظر

احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "جاء الحق وزہق الباطل" علم مناظرہ میں جامع کتاب ہے۔ باطل کی لب کشائی پر حق کی گھن گرج اور مار دیکھئے، دماغوں کو مسخر کرنے والی قرآن و احادیث کی شہادت پڑھئے، ائمہ و فقہائے کرام اور علمائے حق کے اقوال کے ذریعہ، بات بات پر شرک و بدعت کا ہوا کھڑا کرنے والوں کی بیخ کنی کا تماشہ دیکھئے، اہلسنت کو بدعتی کہنے والے گلے گلے بدعت میں ڈوبے ہوئے کی پہچان کے لئے "جاء الحق" بہترین رہنما ہے۔

مناظرہ بمقابلہ حریف

حکیم الامت نے باطل کے ادعا کو زیروزبر کرنے کے لئے قلم کی تلوار اٹھا کر جاء الحق جیسی لاجواب کتاب تصنیف فرمائی اور اس کے روبرو ہوکر کے زبانی مناظرہ بھی کیا۔ اس تعلق سے آپ نے خود تحریر فرمایا ہے کہ "ہم نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو اپنے مناظرہ میں کہا تھا کہ آپ حضرات چار چیزوں کی صحیح تعریف کردیں۔ جس پر کوئی اعتراض نہ ہو جامع اور مانع ہو۔ تو جس قدر چاہیں ہم سے انعام لیں ،بدعت، شرک، دین، عبادت اور اب بھی اپنے رب کے بھروسے پر کہتے ہیں کہ دنیا کا کوئی دیوبندی کوئی غیر مقلد اور کوئی شرک ،بدعت کی رٹ لگانے والا ان چار چیزوں کی تعریف ایسی نہیں کرسکتا جس سے اس کا مذہب بچ جاوے۔ آج ہر دیوبندی اور غیر مقلد کو اعلان عام ہے کہ ان کی ایسی صحیح تعریف کرو جس سے محفل میلاد حرام ہو۔ اور رسالہ قاسم اور پرچہ اہل حدیث حلال اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنا شرک ہو اور پولس وغیرہ سے استمداد عین اسلام اور کھے دیتے ہیں کہ انشاء اللہ یہ تعریفیں نہ ہوسکی ہیں اور نہ ہوسکیں گی۔ لہٰذا چاہئیے کہ اپنے اس بے اصول مذہب سے توبہ کریں اور اہل سنت جماعت میں داخل ہوں۔ اللہ ہوالموافق.....(۲۷)

"ایک دفعہ ایک وہابی غیر مقلد سے قراۃ خلف الامام پر ہماری معمولی گفتگو ہوئی ہم نے یہ حدیث پیش کی قراءۃ الامام لہ قراءۃ امام کی قرات مقتدی کی قرات ہے۔ وہابی بولے یہ حدیث ضعیف ہے اس کی اسناد میں جابر جعفی ہے جو ضعیف ہے۔ ہم نے پوچھا کہ جابر جعفی کب پیدا ہوا تھا جس کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف ہے تڑپ کر بولے ۲۳۵ھ میں ہم نے کہا کہ جب امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث سے استدلال فرمایا تھا تب جابر اپنے باپ کی پشت میں بھی نہ آئے تھے کیونکہ امام اعظم کی ولادت ۸۰ھ میں ہے اور وفات ۱۵۰ھ میں لہٰذا اس وقت یہ حدیث بالکل صحیح تھی۔ بعد کے محدثین کو ضعیف ہو کر ملی۔

وہابی صاحب سے اس کا جواب نہ بن پڑا بغیر جواب دیئے فوت ہوگئے۔"..... (۲۸)

ایک جگہ اور رقم کرتے ہیں۔" ہم نے چھ رمضان المبارک دو شنبہ کو حافظ الٰہی بخش صاحب سکنہ جمال پور گجرات کو فخر اہل حدیث مولانا حافظ عنایت اللہ صاحب مقیم گجرات کی خدمت میں عریضہ دے کر بھیجا۔ جس میں ان سے درخواست کی کہ براہ مہربانی سینے پر ہاتھ باندھنے کی احادیث مع حوالہ تحریر فرما کر ارسال فرمائیے۔ ہمارا خیال تھا کہ چونکہ حافظ مولوی عنایت اللہ صاحب اہل حدیث چوٹی کے مایہ ناز عالم ہیں وہ ضرور مسلم، بخاری یا صحاح ستہ سے اس کے متعلق بے شمار احادیث نقل فرماکر بھیجیں گے جو آج تک ہم نے دیکھی بھی نہ ہوں گی۔ مگر مولانا موصوف کی طرف سے جو جواب آیا وہ سنئے اور سر دھنئے ایک پرچہ پر ایک سطر لکھی تھی جس میں یہ تھا۔" بلوغ المرام ص ۱۲ وائل ابن حجر سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس آپ نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر اپنے سینے پر رکھا۔" اور مولانا موصوف نے زبانی یہ ارشاد کہلا بھیجا کہ تفسیر قادری اردو میں لکھا ہے کہ فصل لربک وانحر کہ معنی یہ ہیں کہ آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھیں اور نحر یعنی سینے پر نماز میں ہاتھ رکھیں۔

یہ جواب دیکھ کر اور سن کر ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی ہمیں صرف یہ افسوس ہے کہ یہ اکابر ہم سے ہر مسئلہ میں مسلم، بخاری کی حدیث کا مطالبہ فرماتے ہیں اور صحاح ستہ سے باہر نہیں نکلنے دیتے اور جب اپنی باری آتی ہے تو ایسی روایت پر قناعت فرماتے ہیں۔ جس کا سر نہ پاؤں نہ کوئی اس کی سند نہ کسی مستند کتاب کا حوالہ حافظ الٰہی بخش صاحب نے ہمیں بتایا کہ بلوغ المرام میں چالیس ورق کا رسالہ تھا جس میں سے یہ حدیث مولانا صاحب نے نقل فرمادی۔ اگر کسی مسئلہ پر ہم ایسے رسالہ سے کوئی حدیث نقل کرتے تو قیامت آجاتی۔ بخاری، مسلم کا مطالبہ ہوتا۔"..... (۲۹)

ہم ضرور شکایت کرتے ہیں وہ صرف پشیماں ہوتے ہیں۔ "شرک و بدعت کا بے جا ہوا کھڑا کر کے مسلمانوں کو ڈرانے والوں کی نبض پر حکیم الامت احمد یار نعیمی و دیگر علمائے اہل سنت و جماعت نے ہاتھ رکھ کر تشخیص کی تو معلوم ہوا کہ وہ لوگ خود ہی بدعت اور طرح طرح کے مرض میں مبتلاء ہیں۔ مگر پڑی ہو جو عادت وہ دور بھلا کب ہوتی ہے۔ تقریر میں پھر وہی ہٹ، تحریر میں وہی رٹ، وہی واویلا، شور و فغاں، آہ و بکا کہ شرک و بدعت کا مرض تیزی سے پھیل رہا ہے اس کو روکنا چاہئیے۔ مطلب یہ ہے کہ تخریب و شور کا طوفان کھڑا کرنے سے باز نہیں آئیں گے۔ لیکن یہ نہیں بھولنا چاہئیے کہ ؏

منڈلاتے ہوئے جب ہر جانب طوفان ہی طوفان ہوتے ہیں
دیوانے کچھ آگے بڑھتے ہیں اور دست گریباں ہوتے ہیں

اجمال ترجمہ اکمال

فن اسماء الرجال میں حضرت ولی الدین ابن عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی کے رسالہ اکمال کا ترجمہ ہے۔ جو مرآت المناجیح کی جلد آٹھ کے آخر میں شامل ہے۔ اس میں ۲۹۵ صحابہ کرام ۱۰۴ تابعین۔

۶۴ صحابیات اور ۱۴ تابعیات کے نام اور مختصر ان کے حالات درج ہیں۔

(۹) قہر کبریا بر منکرین عصمت انبیاء (۱۰) لمعات المصابیح علی رکعات التراویح (۱۱) رسالہ تلافی الادلہ فی حکم الطلاق الثلثہ۔ یہ تینوں رسالے جاء الحق حصہ اوّل کے اخیر میں "ضمیمہ جاء الحق" کے نام سے شامل ہیں۔

(۱۲) تفسیر نور العرفان۔ کئی سال پیشتر ادارہ استقامت کانپور نے "کنزالایمان" کے ساتھ نور العرفان کو شائع کیا تھا۔ مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح آٹھ جلدوں میں۔

(۱۳) حاشیۃ القرآن۔ مسلمانوں کے بچے اپنے ماں باپ کے ساتھ جنت میں رہیں گے اور کافروں کے بچوں میں اختلاف کی بحث وغیرہ۔

(۱۴) فہرست القرآن۔ عذاب قبر سے متعلق، ایصال ثواب کی عقلی دلیلیں وغیرہ، حضور کے ظاہری و باطنی اعضاء شریف آپ کے حالات، آپ کے مکان، شہر کی تعریفیں قرآنی آیات کی روشنی میں۔

(۱۵) امیر معاویہ۔ موضوع عظمت صحابہ (۱۶) فتاویٰ نعیمیہ (۱۷) رسالہ ایک اسلام

(۱۸) رسالہ الکلام القبول فی طہارت نسب الرسول

(۱۹) سلطنت مصطفےٰ۔ چالیس حدیثوں کا مجموعہ

(۲۰) احکام الاسرار۔ اوقات نماز، شریعت و طریقت وغیرہ کی حکمتیں

(۲۱) رسالہ نور۔ حضور کا سایہ نہ تھا اگرچہ سارے عالم پر انہیں کا سایہ ہے کی تحقیق وغیرہ.....(۳۰)

(۲۲) شان حبیب الرحمٰن۔ من آیات القرآن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان بیان کی گئی ہے

(۲۳) درس القرآن۔.....(۳۱) حیات النبی کی بحثیں وغیرہ

(۲۴) علم القرآن

(۲۵) مواعظ نعیمیہ......(۳۲)

(۲۶) دیوان سالک۔ حمد، نعت، قصیدہ، نظم اور مناجات کا مجموعہ

(۲۷) سفر نامہ قبلتین.....(۳۳)

سرعت تحریر

نام کتاب	ضخامت	تاریخ ابتداء	تاریخ اختتام	ناشر
تفسیر نعیمی جلد ۱	۷۵۸	۸ ربیع الآخر ۱۳۶۳ھ دو شنبہ	۲۷ ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ چہار شنبہ	مکتبہ رضویہ دہلی
جلد ۲	۶۵۰	۸ ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ پنجشنبہ	۲۶ جمادی الاول ۱۳۶۴ھ چہار شنبہ	
جلد ۳	۷۰۳	شوال ۱۳۶۴ھ دو شنبہ	۲۷ جمادی الآخر ۱۳۶۵ھ پنجشنبہ	
جلد ۴	۶۳۸	درج نہیں	درج نہیں	

〃 〃 〃 جلد ۵ ۔ ۵۸۶ ۔ ۱۵ رمضان ۱۳۸۲ھ یکشنبہ ۔ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۸۳ھ
مطابق ۱۰ فروری ۱۹۶۳ء ، ۷ اگست ۱۹۶۳ء چہار شنبہ
〃 〃 〃 جلد ۶ ۔ ۷۱۴ ۔ یکم جولائی ۱۹۶۵ء ۔ ۲۱ مئی ۱۹۶۶ء م ۲۹ محرم ۱۳۳۶ھ شنبہ
〃 〃 〃 جلد ۸ ۔ ۷۳۳ ۔ یکم ستمبر ۱۹۶۷ء ۔ ۱۱ نومبر ۱۹۶۸ء
〃 〃 〃 جلد ۷ ۔ ۸۳۴ ۔ ۲۳ مئی ۱۹۶۶ء ۔ ۲۴ اگست ۱۹۶۷ء

مرات المناجیح شرح کل ضخامت ۔ ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ
مشکوۃ المصابیح ۱ تا ۸ ۴۴۳۷ ۔ م ۱۲ مارچ ۱۹۵۹ء پنجشنبہ م ۱۲ دسمبر ۱۹۶۸ء پنجشنبہ

اجمال ترجمہ اکمال ۱۰۰ ۔ ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ ۔ درج نہیں

جاء الحق وزھق الباطل ۔ ۴۴۸ ۔ ۳ شعبان المبارک ۱۳۶۱ھ ۔ ۶ ذیقعدہ ۱۳۶۱ھ دو شنبہ
مع ضمیمہ حصہ اوّل

جاء الحق حصہ دوم ۔ ۲۵۴ ۔ یکم رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ م ۔ ۲ ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ
۱۲ اپریل ۱۹۵۸ء دو شنبہ یکم جولائی ۱۹۵۸ء دو شنبہ

شان حبیب الرحمن ۔ ۲۵۶ ۔ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۶۱ھ مطابق ۔ ۱۴ محرم الحرام ۱۳۶۵ھ
۳ جون ۱۹۴۲ء پنجشنبہ

اسلامی زندگی ۔ ۴۸ ۔ ۲ صفر المظفر ۱۳۴۳ھ جمعہ ۔ ۲۶ صفر المظفر ۱۳۴۳ھ دو شنبہ

مکتبہ جام نور نئی دہلی

رحمت خدا بوسیلہ اولیاء ۔ ۷۹ ۔ یکم ربیع الآخر ۱۳۷۱ھ دو شنبہ ۔ درج نہیں ایضاً
سلطنت مصطفےٰ ۔ ۶۸ ۔ درج نہیں ۔ درج نہیں ایضاً

حضرت ممدوح کی آٹھ کتابیں "اشرف التفاسیر" کی آٹھ جلدیں "مراۃ المناجیح" کی آٹھ جلدیں، "جاء الحق" کے دو حصے، "اجمال فی ترجمہ اکمال"، "شان حبیب الرحمن"، "اسلامی زندگی"، "رحمت خدا بوسیلہ اولیاء" اور "سلطنت مصطفےٰ" راقم کے پیش نظر ہیں۔ جن کی کل ضخامت ۱۱۴۱۶ صفحات ہوتی ہیں۔ اشرف التفاسیر کی باقی آٹھ جلدوں سمیت دوسری غیر مطبوعہ تصانیف شائع ہوجائے تو ضخامت میں مزید اور کئی ہزار کا اضافہ ہوجائے گا۔ ناشرین حضرات کو اس جانب ضرور توجہ کرنی چاہئیے۔

سیاحت و زیارت

مفتی صاحب نے تدریس و تصانیف کے علاوہ عرب و عجم کے دور دراز تاریخی مقامات کی سیاحت و زیارت بھی فرمائی ہے۔ جس کا تذکرہ آپ نے اپنی کتابوں میں جا بجا کیا ہے۔ چند اقتباسات ملاحظہ کیجئے۔ "قبر شریف حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ اب جگہ کا نام موسیٰ کلیم اللہ ہے۔ عمان سے بیت المقدس جاتے ہوئے بیت المقدس کے قریب یہ جگہ ہے۔ چھوٹی سی مسجد ہے۔ جس کے داہنے ہاتھ حجرہ میں مزار شریف ہے۔ فقیر نے

قبر انور اور اس بستی کی زیارت کی ہے۔ وہاں نماز پڑھی ہے دیکھو ہمارا سفر نامہ قبلتین۔".....(۳۴)

بستی خلیل الرحمن:۔ بیت المقدس سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر ایک بستی ہے خلیل الرحمن وہاں غار انبیاء ہے۔ اس غار میں ستر ہزار نبیوں کے مزارات ہیں۔ میں نے وہاں کی زیارت کی ہے درمیان میں بیت اللحم آتا ہے۔ جائے پیدائش عیسیٰ علیہ السلام".....(۳۵)

غار حرا اور غار ثور:۔ غار ثور کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ "اب بھی وہاں زائرین کے لئے غار ثور مشتبہ ہو جاتا ہے۔ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر چند غار واقع ہیں۔ وہاں کسی رہبر کے بغیر پہنچنا مشکل ہے ہم بھی وہاں اللہ کے کرم سے اور رہبر کے ذریعہ حاضر ہوئے نوافل پڑھنے۔".....(۳۶)

حنین و جعرانہ:۔ "جعرانہ وہ مقام ہے جہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حنین کا مال غنیمت تقسیم کیا تھا۔ فقیر نے حنین اور جعرانہ کی زیارت کی ہیں۔".....(۳۷)

بدر:۔ "یہ جگہ مدینہ منورہ سے قریبا ایک سو پینتالیس کلو میٹر پر واقع ہے۔ اس گنہگار نے اس جگہ کی مفصل اور بارہا زیارت کی ہے۔"

حدیبیہ:۔ مکہ معظمہ سے بالکل قریب ہی ہے جدہ کے راستہ پر، فقیر نے اس کی زیارت کی ہے۔.(۳۸)

تبوک:۔ "مدینہ منورہ سے ۱۴ منزل پر واقع ہے عمان کے قریب ہے اب خیبر سے جو ہوائی جہاز عمان جاتا ہے وہ تبوک سے گذرتا ہے۔ فقیر نے اس ہوائی جہاز سے سفر کیا ہے۔".....(۳۹)

رومہ کنواں:۔ "یہ مسجد قبلتین کے شمالی جانب واقع ہے۔ اب اسے بیر عثمان بھی کہتے ہیں اور بیر جنت بھی، کیونکہ اس کنویں کی خرید پر حضرت عثمان سے جنت کا وعدہ فرمایا گیا۔ اس کنویں کی فقیر نے زیارت کی ہے اور پانی پیا ہے۔"

مقام عریش:۔ "عریش وہ جگہ ہے جہاں اب مسجد عریش ہے۔ یہاں حضرات صحابہ نے بدر کے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ایک چھپر سا چھا دیا تھا جہاں اللہ کے محبوب نے رات بھر دعائیں مانگی تھی۔ اس فقیر نے یہاں ایک رات گذاری ہے۔" (۴۰)

عجوہ چھوہارے:۔ "عوالی مدینہ میں ایک باغ ہے۔ جس میں عجوہ کے دو درخت ایسے ہیں جنہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے لگایا۔ اب کچھ کم پھل دیتے ہیں فقیر نے ان درختوں کو بوسہ دیا ہے۔".....(۴۱)

زیارت مدفن صحابہ کرام

حضرت بلال ابن رباح دمشق، حضرت عثمان غنی مدفن جنت البقیع، حضرت عباس ابن عبدالمطلب مدفن جنت البقیع، حضرت علی ابن ابی طالب مدفن کوفہ کے قریب نجف شریف، حضرت عبداللہ ابن عباس مدفن طائف، حضرت طلحہ ابن عبیداللہ مدفن بصرہ، حضرت خالد بن ولید مدفن شام کے شہر حمص، حضرت ابوالدار، مدفن دمشق، حضرت زبیر بن عوام مدفن وادی السباع بصرہ، حضرت سلمان فارسی مدفن

مدائن حالیہ نام سلمان پاک بغداد سے ۳۰ میل کے فاصلے پر ان کی قبر کے ساتھ حضرت حذیفہ ابن یمان اور حضرت جابر کے مزارات ہیں، حضرت ابو سعید خدری جنت البقیع رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبروں کی زیارت کے علاوہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ مدفن جنت البقیع، حضرت حفصہ بنت عمر مدفن مدینہ منورہ، حضرت عائشہ مدفن جنت البقیع، حضرت زینب بنت جحش مدفن مدینہ منورہ حضرت فاطمہ بنت اسد زوجہ ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہن اور تابعین میں امام زین العابدین مدفن جنت البقیع، حضرت حسن بصری و حضرت محمد ابن سیرین مدفن بصرہ دونوں بزرگ ایک ہی حجرہ میں آرام فرماہیں رحمۃ اللہ علیہا کے مزارات کی زیارت کا شرف حاصل فرمایا ہے۔

اگر مفتی صاحب کے سفرنامہ قبلتین کا مطالعہ کیا جائے تو تاریخی مقامات اور ان ناموں کی فہرست میں مزید اضافہ ہوگا۔

ماخذ و مراجع

(۱) تفسیر نعیمی جلد ۱ ص ۶ ناشر مکتبہ الحبیب جامعہ حبیبیہ ۱۳۰ اتر سوئیا الہ آباد یوپی

(۲) تفسیر نعیمی جلد ۱ ص ۵ ناشر

(۳) تفسیر نعیمی جلد ۱ ص ۸ مکتبہ رضویہ ۵۱۰ ٹیا محل جامع مسجد دہلی ۶

(۴) ایضاً

(۵) حجاز جدید دہلی ستمبر اکتوبر ۱۹۹۰ء

(۶) تفسیر نعیمی جلد ۴ ص ۴۳۳ مکتبہ رضویہ دہلی

(۷) ایضاً جلد ۲ ص ۶۵

(۸) ایضاً جلد ۱ ص ۳۳

(۹) ایضاً جلد ۳ ص ۴۷

(۱۰) ایضاً جلد ۱ ص ۲۶۸

(۱۱) [illegible]

(۱۲) افروالعات

(۱۳) تفسیر نعیمی جلد ۲ ص ۲۵

(۱۴) ایضاً جلد ۲ ص ۶۵

(۱۵) ایضاً جلد ۱ ص ۸۶

(۱۶) روزنامہ "انقلاب ممبئی" ۳۰ جون ۱۹۹۷ء "آج کی تاریخ" سے

(۱۷) تفسیر نعیمی جلد ۱ ص ۶۷۸

(۱۸) ایضاً جلد ۲ ص ۲۲۷-۲۲۸ (۱۹) ایضاً جلد ۳ ص ۶۰۷

(۲۰) تفسیر نعیمی جلد ۲ ص ۳۲

(۲۱) ایضاً جلد ۲ ص ۲۲۰-۲۱۹

(۲۲) ایضاً جلد ۲ ص ۲۶۱-۲۶۳

(۲۳) ایضاً جلد ۶ ص ۴۴۳-۴۴۵

(۲۴) ایضاً جلد ۶ ص ۴۴۳

(۲۵) ایضاً جلد ۶ ص ۴۴۸

(۲۶) ایضاً جلد ۲ ص ۱۹۷

(۲۷) جاء الحق و زھق الباطل جلد ۱ ص ۲۱۳ مکتبہ جام نور نئی دہلی ۲

(۲۸) ایضاً جلد ۲ ص ۶

(۲۹) ایضاً جلد ۲ ص ۱۸-۱۹

(۳۰) نوٹ ۱۳ تا ۲۱ نمبر پر درج کتب کے نام مرات المناجیح جلد ۱ ص ۳۲-۹۵-۱۰۰-۱۲۵-۱۹۰-۲۲۱-۳۶۹-۳۷۳ سے ماخوذ ہیں۔ محمد ادریس رضوی۔

(۳۱) مرات المناجیح جلد ۲ ص ۳۲۸ اور علم القرآن جلد ۴ ص ۱۰۸ سے ماخوذ

(۳۲) خلفائے اعلیٰ حضرت ص ۳۳۶ محمد صادق قصوری پاکستان

(۳۳) مرات جلد ۷ ص ۵۸۳

(۳۴) مرات المناجیح جلد ۷ ص ۵۸۳

(۳۵) ایضاً جلد ۶ ص ۲۹۷

(۳۶) ایضاً جلد ۸ ص ۲۵۵

(۳۷) ایضاً جلد ۸ ص ۱۹۷

(۳۸) ایضاً جلد ۸ ص ۱۸۰-۱۸۳

(۳۹) ایضاً جلد ۵ ص ۵۱۷

(۴۰) ایضاً جلد ۸ ص ۳۹۸

(۴۱) ایضاً جلد ۶ ص ۲۳

کلامِ رضا میں محاوروں کا استعمال

از:۔ ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری۔ کراچی۔ پاکستان

الفاظ کو ان کے حقیقی معنوں سے ہٹا کر مجازی معنوں میں بولے جانے کو محاورہ کہتے ہیں ....(۱) جیسے اتارنا کے حقیقی معنی اوپر سے نیچے لانا، نیچے اتارنا ہیں۔ مثلاً گھوڑے سے سوار کو اتارنا، کھونٹی سے کپڑا اتارنا، چھت سے پلنگ اتارنا۔ لیکن نقشہ اتارنا، نقل اتارنا، دل سے اتارنا اپنے حقیقی معنوں میں نہیں اس لئے ان کو محاورہ کہیں گے۔ ایسے ہی کھانا کے حقیقی معنی کسی چیز کو دانت میں پکڑ کر یا چبا کر منہ کے ذریعے حلق میں اتارنا ہے جیسے روٹی کھانا، دوا کھانا وغیرہ۔ لیکن غم کھانا، دھوکا کھانا، قسم کھانا اپنے حقیقی معنوں میں نہیں ہیں یہ محاورات کہلائیں گے۔(۲)

محاورہ کا صحیح اور برموقع استعمال ہی کلام میں حسن و دلکشی پیدا کرتا ہے۔ بے محل استعمال بگاڑ پیدا کرتا ہے۔ نیز محاورہ کے الفاظ میں کسی قسم کی کمی بیشی بھی حسن کلام کو خراب کرتی ہے۔ (۳)

حضرت احمد رضا خان بریلوی کی شخصیت آج کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ان کی مقتدر و ہمہ پہلو ذات آسمان علم و فن کی وسعتوں میں بادل بن کر چھائی ہوئی ہے۔ عصر حاضر اور ماضی قریب میں ان جیسا صاحب علم و فن اور انشا پرداز دوسرا نظر نہیں آتا۔ ان کے علم کی بلندیوں کے کس کس پہلو کو بیان کیا جائے ان کی ذات علم کا سمندر ہے۔ ایک موج تک پہنچنے کی کوشش کرو تو دوسری از خود ہوا کے دوش پر سرسراتی ہوئی قریب ہی نظر آئے گی، حد نگاہ تک ایسی موجیں ہی موجیں ہیں۔

وہ ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء کو بریلی میں پیدا ہوئے اور ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء میں وہیں وصال فرمایا۔ (۴) محیر العقول فطری ذکاوت کی وجہ سے بہت جلد علوم عقلیہ و نقلیہ میں مہارت حاصل کر کے سند فراغت حاصل کی ان کی تصنیفات اور تالیفات کی تعداد ہزار سے بھی متجاوز ہے۔ (۵)

حضرت رضا بریلوی کی جامع الصفات شخصیت اور ان کے تبحر علمی کے سامنے شعر گوئی کوئی حیثیت نہیں رکھتی مگر انہوں نے شعر گوئی کو اپنے عشق رسول کے اظہار کا ذریعہ بنایا، چنانچہ پاکستان کے ممتاز ماہر تعلیم، ادیب و شاعر اور سائنسدان پروفیسر ڈاکٹر پیر زادہ قاسم رضا صدیقی (پرو وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی) فرماتے ہیں کہ۔

"امام موصوف کے تبحر علمی اور وسعت فکری کے سامنے شعر گوئی کوئی حیثیت نہیں رکھتی لیکن آپ نے شاعری کو برائے شاعری نہیں اپنایا بلکہ مسلک حقہ اور عشق رسول کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔ آپ نے اپنے کلام میں شعر و ادب کے وہ موتی بکھیرے ہیں جس کا جواب دنیائے شاعری میں خال خال ہے۔ (۶)

حضرت رضا بریلوی کی شاعری کی شناخت نعت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ انہوں نے نعت

گوئی کو نئے نئے زاویے اور محاورات عطا کئے، چنانچہ پاکستان کے سابق نگراں وزیر اعظم اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ریکٹر، ممتاز دانشور ملک معراج خالد فرماتے ہیں۔۔

"نثری تصانیف کے علاوہ امام احمد رضا بریلوی نے شعر کے میدان میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔ نعت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی شعری شناخت ہے۔ انہوں نے اردو نعت کو بہت سے نئے خیالات، محاورات، تلمیحات اور مرکبات عطا کئے اور اردو نعت نگاروں کی تاریخ میں بلند مقام پایا۔" (۷)

حضرت رضا بریلوی نے تمام مروجہ اصناف سخن میں شعر کہے ہیں۔ جو کہ فصاحت و بلاغت، شگفتگی و برجستگی، رمزوامانیات، مجاز مرسل، تشبیہات، استعارات و کنایات اور شعری فنی کمالات کا بہترین مرقع ہیں۔ آپ کی شاعری میں محاورات کا استعمال کثرت سے پایا جاتا ہے جب کہ اردو نثر میں بھی آپ نے اعلیٰ پائے کے محاورات استعمال کیے ہیں۔ اگر صرف ان محاورات ہی کو جمع کرلیا جائے تو حضرت رضا بریلوی سے منسوب ضخیم "رضوی لغت" مرتب ہو سکتی ہے۔ کاش کوئی فاضل اس جانب متوجہ ہوتا۔ یہ نہایت اہم کام ہے نہ صرف حضرت رضا بریلوی کے حوالے سے کام کرنے والوں کو بلکہ دنیائے علم و ادب کو اس کی اشد ضرورت ہے۔ چنانچہ ممتاز ماہر تعلیم استاذ الاساتذہ اور مشہور محقق و ادیب پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان (سابق صدر شعبۂ اردو سندھ یونیورسٹی) فرماتے ہیں کہ۔

"وہ کون سا علم ہے جو انہیں (حضرت رضا بریلوی) نہیں آتا تھا؟ وہ کون سا فن ہے جس سے وہ واقف نہیں تھے، شعر و ادب میں بھی ان کا لوہا ماننا پڑتا ہے اور میرا تو ہمیشہ سے یہ خیال رہا ہے کہ اگر صرف محاورات مصطلحات، ضرب الامثال اور بیان و بدیع کے متعلق تمام الفاظ ان کی جملہ تصانیف کے یکجا کرلئے جائیں تو ایک ضخیم لغت تیار ہو سکتی ہے۔" (۸)

ادارہ اصحاب قلم (بہار) کے مولانا محمد امجد رضا خان نے حال ہی میں حضرت رضا بریلوی کی نعتوں سے غزل کے اشعار کا ایک انتخاب "غزلیات رضا" مرتب کیا ہے، اس کے آخر میں ایک مفید اور معیاری فرہنگ بھی مرتب کی گئی ہے۔ اس سے قبل غالباً ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی (بریلی) نے بھی اپنے کسی مقالہ میں اس طرح کی فرہنگ مرتب کی تھی۔ (۹)

پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ۔

"مولانا احمد رضا خاں بریلوی .... سے ہمارے ادباء نے ہمیشہ بے اعتنائی برتی ہے حالانکہ یہ غالباً واحد عالم دین ہیں جنہوں نے نظم و نثر میں اردو کے بے شمار محاورات استعمال کیے ہیں اور اپنی علمیت سے اردو شاعری میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔" (۱۰)

حضرت رضا بریلوی کے کلام میں جا بجا محاوروں کا استعمال نظر آتا ہے۔ ان میں بعض محاورات تو ایسے ہیں کہ اگر انہیں حضرت رضا بریلوی استعمال نہ کرتے تو یہ کب کے متروک ہو چکے ہوتے۔ بے شک آپ نے اردو ادب۔ جلا بخشی، اس کی آبیاری کی اور قصر اردو ادب کی تعمیر میں بھرپور حصہ لیا۔

حضرت رضا بریلوی کی ہمہ جہت شخصیت پر کئی جہتوں سے علمی و تحقیقی کام ہوا اور ہو رہا ہے مگر ان

کے کلام میں محاوروں کے استعمال کے حوالے سے کوئی خاص کام نہ ہوسکا۔ ۱۹۸۰ء میں سید نور محمد قادری نے "مولانا احمد رضا خان صاحب رضا اور محاوروں کا استعمال" کے عنوان سے ایک مقالہ مرتب کیا تھا جو مرید احمد چشتی کے مجموعہ مقالات "جہان رضا" میں شائع ہوا تھا۔ گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ کے پروفیسر اسلم پرویز نے "حدائق بخشش میں محاورات کا استعمال" کے موضوع پر مقالہ لکھا جو مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۶ء میں کراچی سے شائع ہوا۔ مولانا امجد رضا خاں نے بھی اپنے رسالہ "غزلیات رضا میں محاورات کے استعمال کا سرسری جائزہ پیش کیا ہے جب کہ عبدالنعیم عزیزی نے بھی محاورات کے حوالے سے لکھا ہے۔

حضرت رضا بریلوی کا کلام سلاست زبان و زور بیان کے ساتھ ساتھ روز مرہ محاورات سے سجا ہوا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار اقدس کا نقشہ کھینچتے ہوئے محاورے کا کس دلکش انداز میں استعمال کیا ہے فرماتے ہیں۔

لاکھوں قدسی ہیں کام خدمت پر لاکھوں گرد مزار پھرتے ہیں
وردیاں بولتے ہیں ہرکارے پہرا دیتے سوار پھرتے ہیں

"ایڑیاں رگڑنا" کو کس احسن و شاندار طریقے سے استعمال کیا ہے فرماتے ہیں۔

ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج
جس کی خاطر مرگئے منعم رگڑ کر ایڑیاں

تمام کلام رضا میں جو محاورات استعمال ہوئے ہیں ان کی تفصیل کے لئے تو ایک دفتر درکار ہوگا، تاہم ہم بعض منتخب اشعار پیش کرتے ہیں ان میں محاورات کے استعمال کا حسن اور زبان و بیان، لطف و جمال قابل دید ہے۔

○ چاندنی ڈھلنا ______

ماہ مدینہ اپنی تجلی کرے
یہ ڈھلتی چاندنی پہر دو پہر کی ہے

○ نہال کرنا ______

تو جس کے واسطے چھوڑ آیا طیبہ سا محبوب
بتا تو اس ستم آرا نے کیا نہال کیا

○ دینے کو منہ چاہیے ______

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

○ چلتے پھرتے مردے جلا دینا ______

اک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیئے ہیں

○ مول چکانا ——

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا
ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

○ آنکھ سے کاجل چرانا ——

آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھری تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

○ آنکھوں میں آنا، دل میں گھر کرنا ——

ان کے حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لئے
آنکھوں میں آئیں، سر پر رہیں، دل میں گھر کریں

○ گریبان دریدہ ہونا ——

نسیم کیوں نہ شمیم ان کی طیبہ سے لاتی
کہ صبح گل کو گریبان دریدہ ہونا تھا

○ الٹی چھری سے حلال کرنا ——

یہ رائے کیا تھی وہاں سے پلٹنے کی اے نفس
ستم گر الٹی چھری سے ہمیں حلال کیا

○ سر و بال کرنا ——

یہ کب کی مجھ سے عداوت تھی تجھ کو اے ظالم
چھڑا کے سنگ در پاک سے سر و بال کیا

○ ہرا بھرا رہنا ——

یارب ہرا بھرا رہے داغ جگر کا باغ
ہر مہ بہار ہو ہر سال سال گل

○ آنکھ میں کھٹکنا ——

دیکھا تھا خواب خارِ حرم عندلیب کا
کھٹکا کیا ہے آنکھ میں شب بھر خیال گل

○ دل میں گھر کرنا، پتھر سے قسمت پھوڑنا ——

ہائے اس پتھر سے اس سینہ کی قسمت پھوڑیئے
بے تکلف جس کے دل میں یوں کریں گھر ایڑیاں

○ ٹکسال باہر کرنا ——

چرخ پر چڑھتے ہی چاندنی میں سیاہی آگئی
کر چکی ہیں بدر کو ٹکسال باہر ایڑیاں

○ گرد نظر ہونا ______

اشک کہتے ہیں یہ شیدائی کی آنکھیں دھو کر
اے ادب گرد نظر ہو نہ غبار دامن

○ خار کھانا ______

خوش رہے گل سے عندلیب خار حرم مجھے نصیب
میری بلا بھی ذکر پر پھول کے خار کھائے کیوں

○ ٹوپی تھامنا ______

کر چکی رفعت کعبہ پر نظر پروازیں
ٹوپی اب تھام کے خاک در والا دیکھو

○ بول بالا ہونا ______

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

○ اختر شماری ______

اشک شب بھر انتظار عفو امت میں بہیں
میں فدا چاند اور یوں اختر شماری واہ واہ

○ نظر چرانا ______

کس کی نگاہ کی حیا، پھرتی ہے میری آنکھ میں
نرگس مست ناز نے مجھ سے نظر چرائی کیوں

○ نظروں سے گرنا ______

مولا دہائی نظروں سے گر کر جلا غلام
اشک مژہ رسیدہ چشم کباب ہوں

○ منہ پڑنا ______

پھر منہ نہ پڑے کبھی خزاں کا
دے دے ایسی بہار آقا

○ غم ٹوٹ پڑنا ______

منزل نئی، عزیز جدا، لوگ ناشناس
ٹوٹا ہے کوہ غم، میں پرکاہ، لے خبر

○ سکہ بٹھا دینا ______

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

○ دم میں دم آنا ______

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

○ سہرا گانا ______

ڈالیاں جھومتی ہیں رقص خوشی جوش پہ ہے
بلبلیں جھومتی ہیں گاتی ہیں سہرا تیرا

○ چھاونی چھا جانا ______

دیکھ کے حضرت غنی پھیل پڑے فقیر بھی
چھائی ہے اب تو چھاونی حشر ہی آ نہ جائے کیوں

○ دن پھرنا ______

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

○ خاک اڑانا ______

ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

○ چاندنی چھٹکنا ______

چاندنی چھٹکی ہے ان کے نور کی
آؤ دیکھیں سیر طور و نار ہم

○ آنکھوں تلے اندھیرا ______

چھایا آنکھوں تلے اندھیرا
اے شمع جمال مصطفائی

○ ارمان نکالنا ______

ملتزم سے تو گلے لگ کے نکالے ارماں
ادب و شوق کا یاں باہم الجھنا دیکھو

○ نقد دام ہونا ______

جان دیدو وعدہ دیدار پہ
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

○ منتوں کا چراغ ______

جو دل نے مر کر جلایا تھا منتوں کا چراغ
ستم کہ عرض رہ صر صر زوال کیا

○ ٹکڑوں پر پلنا ____

تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

○ ناز اٹھانا ____

جان ہے عشق مصطفیٰ، روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزا ناز دوا اٹھائے کیوں

○ کھٹکا ہونا ____

جان سفر نصیب کو کس نے کہا مزے سے سو
کھٹکا اگر سحر کا ہو شام سے موت آئے کیوں

○ حیرت سے جھنجھلانا ____

بلبل نے گل ان کو کہا قمری نے سرو جانفزا
حیرت نے جھنجھلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

○ حال کھل جانا ____

تار شیرازہ مجموعہ کونین ہیں یہ
حال کھل جائے جو اک دم ہوں کنارے گیسو

مجموعی طور سے حضرت رضا بریلوی کی شاعری، زبان کی شگفتگی اور بیان کی دلنشینی کے لحاظ سے اردو شعراء کی تثلیث سے کسی طرح کم نہیں۔ ان کے پاس الفاظ کا لامحدود ذخیرہ ہے جسے وہ اس حسن خوبی سے استعمال کرتے ہیں کہ پڑھنے والا ششدر رہ جاتا ہے۔ ان کے بعض اشعار تو مجتہدانہ حیثیت کے حامل ہیں وہ آفاقی شاعر تھے ان کی آفاقیت کے لئے فقط یہی دلیل کافی ہے کہ تین فضلاء ان کی شاعری کے حوالے سے

(Ph .D) ڈاکٹریٹ کر چکے ہیں جب کہ مزید تین فضلاء مقالات تیار کر رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کے دیوان "حدائق بخشش" اور "الاستمداد" کو اسکول سے لے کر یونیورسٹی کی سطح تک داخل نصاب کیا جائے تاکہ طلباء شعروادب کے حقیقی محاسن اور کوائف و رموز سے آشنا ہوں۔ ان پر زبان و بیان کے آداب و اسرار کھلیں اور وہ صحیح طور پر نہ صرف فیضان علم سے بہرہ ور ہوں بلکہ اسلام کی اساس اول عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار ہوں۔

حواشی و حوالہ جات

1 ____ محمد طاہر فاروقی، پروفیسر، نثر نگاری کا فن تالیف، مطبوعہ پشاور ۱۹۷۳ء صفحہ ۲۰۰

۲ — ایضاً
۳ — نور محمد قادری، سید، مولانا احمد رضا خان اور محاوروں کا استعمال
(بشمولہ جہان رضا مرتبہ مرید احمد چشتی، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۱ھ صفحہ ۲۲۸)
۴ — ظفرالدین رضوی، مولانا، حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، مطبوعہ بریلی ۱۹۸۸ء
۵ — راقم نے اپنے ایک رسالہ "تصنیفات و تالیفات امام احمد رضا" میں اس کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے جو کہ عنقریب منظر عام پر آنے والا ہے۔
۶ — مجلہ امام احمد رضا کانفرنس کراچی، مطبوعہ ۱۹۹۷ء، صفحہ ۲۵
۷ — ایضاً صفحہ ۲۳
۸ — سالنامہ معارف رضا، شمارہ ۱۳، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء صفحہ ۱۶۳
۹ — رسالہ "غزلیات رضا" ۱۹۹۷ء میں ادارہ شرعیہ، بہار انڈیا سے شائع ہو گیا ہے۔ اس کا کچھ حصہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے اپنے سالنامہ معارف رضا ۱۹۹۸ء میں شائع کیا ہے۔
۱۰ — سالنامہ معارف رضا، شمارہ ۱۳، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء صفحہ ۱۶۳
۱۱ — سید نور محمد قادری ۱۹۹۷ء میں انتقال کر گئے، ان کے آبائی علاقہ چک شمالی نمبر ۱۵ ضلع گجرات (پاکستان) میں سپرد خاک کیے گئے۔

بقیہ:- فن تجوید و قرات

رسالہ بنام "یسر الزاد لحن ام الضاد" تحریر فرمایا تھا۔ افسوس کہ اس کا مسودہ مارہرہ شریف کے راستے میں گم ہو گیا۔ جیسا کہ امام احمد رضا نمبر میں کتابوں کی فہرست میں اس کا ذکر ہے اے کاش وہ رسالہ بھی زیور طباعت سے آراستہ ہوتا تو اس سے بھی قارئین کو مواد فراہم ہوتا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے فن تجوید و قرات سے متعلق مسائل اور اس کے احکام پر اتنا کچھ لکھ دیا ہے کہ اہل سنت و جماعت کے علماء اور عوام کو اس سلسلہ میں غیروں کی تصنیفات سے سہارا لینے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے اور بالکل درست کہا ہے

وادی رضا کی کوہ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے

مسجد کے احکام از ملفوظات امام

مولانا محمد علی رضا قادری۔ ممبئی

عالم اسلام میں مساجد کو جو اہمیت اور مقام حاصل ہے یہ ہر مسلم اور غیر مسلم پر اظہر من الشمس ہے اسی لئے مساجد کی اہمیت اور افضلیت سے قرآن کی آیات اور احادیث کی روایات بھری ہوئی ہیں۔ مسجد بنانے والے کو جنت میں گھر کی بشارت، مسجد میں پڑے رہنے والوں کی فرشتے کریں زیارت، اس کے لئے جنت جو کرے مسجد میں امامت، اس کا بدن قبر میں محفوظ جو دے مسجد میں اذان و اقامت۔ غرض کہ مسجد کے وقار و عظمت کو کافی تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے۔

جہاں مساجد کے بارے میں ایسی ایسی بشارتیں موجود ہیں وہیں مسجد کا ادب نہ کرنے اور کسی بھی طرح سے مسجد کی بے حرمتی کرنے پر سخت ترین عذاب کی وعیدیں بھی موجود ہیں۔ اسی لئے ہمارے اسلاف نے ہمیشہ مسجدوں کی تعظیم و حرمت پر مبنی احکامات سے عوام الناس کو روشن کرایا ہے۔ اور عوام نے اس سے فائدہ بھی حاصل کیا۔

میرے آقائے نعمت، امام اہل سنت، مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے جہاں اپنی تصانیف سے، اپنے اقوال سے، اپنے اعمال سے فرقہائے باطلہ کا رد فرمایا ہے وہیں سنی مسلمانوں کی اصلاح اور فلاح کے لئے بھی کافی مواد ہمیں عنایت فرمایا ہے۔ افسوس کہ آج اعلیٰ حضرت کے صرف ایک رخ کو زور و شور سے ظاہر کیا جارہا ہے اور اسی بات کو مسلک اعلیٰ حضرت کی صحیح خدمت تصور کیا جارہا ہے۔ اور دوسرا پہلو جس میں خود ان "خدام" کی بھی اصلاح موجود ہے اس پہلو سے صرف نظر کر کے عوام کو اپنے امام سے استفادہ کرنے کا صحیح موقع نہیں دیا جارہا۔ ایسے ہی اصلاحی پہلوؤں میں سے ایک پہلو راقم کی نگاہ سے "ملفوظات" شریف کے مطالعے کے دوران گذرا جس میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مساجد کے احکامات اور اہمیت پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ زیر نظر مقالہ میں ان ہی مبارک ارشادات کو اپنے ناقص علم کے مطابق مزید آسان کر کے بیان کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ ہمارے احباب اپنے امام کے اقوال کو سمجھ کر صحیح طریقے سے مساجد کا ادب کرنے کی کوشش کر سکیں۔ اہل علم کی بارگاہ میں ہمیشہ کی طرح التماس ہے کہ اپنی مبارک اور قیمتی آراء سے راقم کو مطلع فرما کر حوصلہ افزائی فرمائیں۔ اور اصلاح کا موقع عطا فرمائیں۔

ملفوظات شریف کے حصہ دوم میں ہے۔ کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا۔

عرض:۔ "کسی مسجد میں مٹی کا تیل جلایا جاتا تھا۔ اس کا لمپ اگر فروخت کیا جائے تو اس کی قیمت اس شخص کو جس نے یہ انتظام کیا تھا (لمپ کا) دی جائے گی یا مسجد کے صرف میں (خرچ میں) داخل ہوگی اور کی قیمت بازار کے نرخ سے لگائی جائے گی یا اصلی۔" ..... (۱)

اس پر اعلیٰ حضرت نے سوال کا حل پیش کرنے سے پہلے مسجد کا حکم ظاہر فرمایا۔

ارشاد۔ اوّل تو مسجد میں کسی بدبودار تیل کے جلانے کی اجازت نہیں نہ کہ مٹی کا تیل۔ ہاں اگر اس کی بدبو کسی مصالحہ سے دور کردی جائے تو جرم نہیں اور جب تک ثابت و قابل استعمال ہے مسجد کا مال ہے اگر فروخت کی حاجت ہو تو بازار کے نرخ پر فروخت کرنا چاہیئے۔ (اس ارشاد میں جو حکم ہے مسجد میں بدبودار تیل کے نہ جلانے کا۔ اس پر غور کریں اور دیکھیں کہ آج مساجد میں بدبو والی اشیاء کو کیسے کھلے عام استعمال کیا جاتا ہے۔ شہروں میں تو یہ بات کم نظر آتی ہے لیکن گاؤں وغیرہ کی مساجد میں چراغ یا لالٹین میں ایسی اشیاء کا استعمال ہوتا ہے جن میں بدبو ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ مساجد میں صرف تیل جلانے کی ہی ممانعت نہیں بلکہ ہر قسم کی بدبو سے مسجد کو پاک رکھنا اسی حکم میں شامل ہے۔ اس لئے کچی پیاز، کچا لسن، مولی یا ایسی ہی دوسری چیزیں جن کو کھانے سے منہ میں بدبو آتی ہو۔ جب تک کہ ان کی بدبو منہ میں موجود ہے مسجد میں جانے کی اجازت نہیں۔ رمضان مبارک میں عموماً لوگ افطار کے فوراً بعد سگریٹ بیڑی پی کر مسجد میں جاتے ہیں۔ تمباکو کی بدبو دور ہونے تک مسجد میں جانے سے بچنا چاہیئے۔)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے جہاں مسجد کا ادب سکھایا وہیں ہم پر آسانی بھی فرمائی کہ اگر ان کی بدبو دور کردی جائے تو استعمال میں حرج نہیں۔ سبحان اللہ! یہ ہے قوم کی صحیح رہنمائی۔

اس ارشاد کے بعد آپ نے مساجد کے مزید احکامات ارشاد فرماتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:۔

۱۔ جب مسجد میں قدم رکھو تو پہلے سیدھا پھر الٹا اور واپسی پر اس کا عکس۔
(یعنی مسجد سے نکلتے وقت پہلے الٹا پیر باہر نکالیں پھر سیدھا)

۲۔ مسجد میں آتے وقت اعتکاف کی نیت بسم اللہ دخلت و علیہ توکلت و نویت سنۃ الاعتکاف کرلو کہ اس عبادت کا بھی ثواب ملے گا۔ اور اس کے لئے روزہ شرط نہیں نہ کسی معین وقت تک بیٹھنا لازم جب تک ٹھہرو گے معتکف رہو گے جب باہر آئے اعتکاف ختم ہوگیا۔ اور اس کے سبب مسجد میں پانی پینا یا مثلاً پان کھانا بھی جائز ہوگا۔

(الحمد للہ دعوت اسلامی کے ماحول میں یہ نیت ہمیشہ کرائی جاتی ہے اور عوام کو اس نفلی عبادت کا ثواب کمانے کا کافی موقع حاصل ہوتا ہے۔)

۳۔ بغیر نیت اعتکاف کسی چیز کے کھانے کی اجازت (مسجد میں) نہیں۔ بعض مساجد میں دستور ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں لوگ نمازیوں کے لئے افطاری بھیجتے ہیں۔ یہ (نمازی) بلا نیت اعتکاف وہیں بے تکلف کھاتے پیتے اور فرش خراب کرتے ہیں۔ یہ ناجائز ہے۔

(یہ مسئلہ بالکل عام ہے عوام تو عوام خواص بھی اس میں مبتلا ہیں۔ بغیر نیت اعتکاف کسی چیز کا کھانا پینا مسجد میں ناجائز ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے ایک صورت افطار کی پیش کی اس کے علاوہ قرآن خوانی کے بعد "نان خطائی" نکاح کے بعد چھوہارے یا بزرگان دین کی نیاز غرض کہ بہت سے موقعوں پر ہم اس فعل ناجائز کے مرتکب ہوتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ہمیں اپنے امام کے قول پر عمل کرتے ہوئے شریعت پر چلنے

کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔)
۴۔ مسجد کے ایک درجے سے دوسرے درجے کے (جاتے) وقت سیدھا قدم بڑھایا جائے۔ حتیٰ کہ اگر صف بچھی ہو اس پر بھی پہلے سیدھا قدم رکھو اور جب وہاں سے ہٹو جب بھی سیدھا قدم فرش مسجد پر رکھو یا خطیب جب منبر پر جانے کا ارادہ کرے پہلے سیدھا قدم رکھے اور جب اترے تو سیدھا اتارے۔
۵۔ وضو کرنے کے بعد اعضائے وضو سے ایک چھینٹ پانی کی فرش مسجد پر نہ گرے۔
(یہاں ان لوگوں کے لئے عبرت کا مقام ہے جو وضو کے بعد ہاتھ جھٹک جھٹک کر پانی فرش پر گراتے ہیں۔ اور ان کی پیشانی پر بل بھی نہیں پڑتے۔)
۶۔ مسجد میں دوڑنا یا زور سے قدم رکھنا جس سے دھمک پیدا ہو منع ہے۔
(وہ حضرات جو اپنے ساتھ نا سمجھ بچوں کو لے کر آتے ہیں۔ اس نکتہ پر غور کریں اور اپنے بچوں کو مسجد کا ادب و احترام کرنا سکھائیں۔)
۷۔ مسجد میں اگر چھینک آئے تو کوشش کرو کہ آہستہ آواز نکلے، اسی طرح کھانسی۔ اسی طرح ڈکار کو ضبط کرنا چاہیئے۔
(اس ضمن میں اعلیٰ حضرت نے احادیث پیش کر کے چھینک اور ڈکار کے احکامات تفصیلاً بیان فرمائے ہیں جو حضرات دیکھنا چاہیں اصل کتاب کی طرف رجوع کریں۔ اور وہ حضرات جو مسجد میں اس طرح کی (چھینک، کھانسی، ڈکار) کی آواز بلند بلکہ بہت ہی بلند کرتے ہیں۔ اس حکم پر عمل کر کے حتی الامکان اپنی آواز پست رکھنے کی کوشش کریں۔)
۸۔ مسجد میں دنیا کی کوئی بات نہ کی جائے، ہاں اگر کوئی دینی بات کسی سے کہنا ہو تو قریب جا کر آہستہ سے کہنا چاہیئے نہ یہ کہ ایک صاحب مسجد میں کھڑے ہوئے راہگیر سے جو سڑک پر کھڑا ہوا ہے چلا کر باتیں کر رہے ہیں۔ یا کوئی باہر سے پکار رہا ہے اور یہ اس کا جواب بلند آواز سے دے رہے ہیں۔
(دنیا کی بات مسجد میں کرنے کی مذمت میں تو ایک الگ رسالہ لکھا جا سکتا ہے۔ فی الوقت یہ میرا موضوع نہیں۔ وہ حضرات جو ماہ رمضان کا اعتکاف کرتے ہیں ان کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ کسی بھی وقت مسجد میں دنیاوی باتوں کو اپنا موضوع سخن نہ بنائیں۔ صرف معتکف ہی نہیں بلکہ ہر مسلمان مسجد میں دنیاوی باتوں سے پرہیز کرے۔
مسجد میں باتوں کی آواز بلند کرنے کے مناظر بہت مرتبہ ہم نے دیکھے ہیں۔ جب مسجد میں کوئی مسئلہ ہو اور اس کا حل نکالنے کے لئے میٹنگ ہو تو اس وقت چاہے ٹرسٹیان ہوں یا مصلیان کسی کو مسجد کے ادب کا خیال نہیں رہتا اور مسجد ایک "بازار" کا منظر پیش کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہمیں مسجد میں اپنی آواز دھیمی رکھنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔)
۹۔ تمسخر (ہنسی مذاق) ویسے ہی ممنوع ہے اور مسجد میں سخت ناجائز۔ ہنسنا منع ہے قبر میں تاریکی لاتا ہے۔ موقع سے تبسم میں حرج نہیں۔

۱۰۔ فرش مسجد پر کوئی شئے پھینکی نہ جائے بلکہ آہستہ سے رکھدی جائے ۔ موسم گرما میں لوگ پنکھا جھلتے جھلتے پھینک دیتے ہیں یا لکڑی، چھتری وغیرہ رکھتے وقت دور سے چھوڑ دیا کرتے ہیں اس کی ممانعت ہے ۔ غرض مسجد کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے۔

۱۱۔ مسجد میں حدث منع ہے۔ ضرورت ہو تو باہر چلا جائے لہٰذا معتکف کو چاہیئے کہ ایام اعتکاف میں تھوڑا کھائے، پیٹ ہلکا رکھے، قضائے حاجت کے وقت کے سوا کسی وقت اخراج ریح کی حاجت نہ ہو وہ اس کے لئے باہر نہ جاسکے گا۔

۱۲۔ قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا تو ہر جگہ منع ہے مسجد میں کسی طرف (قبلہ کے علاوہ بھی) نہ پھیلائے کہ خلاف آداب دربار ہے ......

(اے کاش! ہم اپنے رب عزوجل کے دربار کا ادب کر سکیں۔ اس ضمن میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابراھیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بڑی عبرت انگیز حکایت بیان فرمائی ہے۔ اصل کتاب کی طرف رجوع کریں اور ان مقدس ہستیوں کے ادب کا نظارہ کریں۔)

۱۳۔ استعمالی جوتا اگر پاس ہو مسجد میں پہن کر جانا گستاخی و بے ادبی ہے۔ ادب و توہین کا راز عرف و عادت پر ہے۔ ہاں بالکل نیا جوتا پہن سکتا ہے اور اسے پہن کر نماز پڑھنا افضل ہے، جب کہ پنجہ (جوتے کا سول) اتنا سخت نہ ہو کہ سجدے میں انگلیوں کا پیٹ زمین پر نہ بچھنے دے۔

(الحمد للہ عزوجل ہند و پاک میں تو یہ بے ادبی نہیں ہوتی لیکن "اسلامی ممالک" کہلانے والے کئی ملکوں میں وہاں کی پولیس اور فوج کے سپاہی اکثر مسجد میں جوتے پہن کر نماز پڑھتے ہیں۔ جب کہ سول بھی سخت ہوتا ہے منع کرنے یا سمجھانے پر جہالت کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ پروردگار ان نام نہاد "اسلامی ملکوں" میں صحیح معنوں میں اسلامی قوانین پر عمل کرنے والے پیدا فرمادے۔ آمین۔)

۱۴۔ مسجد میں یہاں کے کسی کافر کو آنے دینا سخت ناجائز اور مسجد کی بے حرمتی ہے فقہ میں جواز ہے تو ذمی کے لئے اور یہاں کے کافر ذمی نہیں۔ کیسا شدید ظلم ہے وہ تم کو بھنگی کی طرح سمجھیں جس چیز کو تمہارا ہاتھ لگ جائے اسے ناپاک جانیں۔ سودا دیں تو دور سے ڈال دیں، پیسے لیں تو الگ رکھوالیں۔ حالانکہ ان کی نجاست پر قرآن کریم شاہد ہے تم ان نجسوں کو مسجد میں آنے کی اجازت دو نہ کہ اپنے ناپاک پاؤں تمہاری ماتھا رکھنے کی جگہ رکھیں اپنے گندے بدنوں سے تمہارے رب کے دربار میں۔ اللہ ہدایت فرمائے۔

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں یہ فتنہ کافی عام ہوا تھا۔ جس کی تفصیل جاننے کے لئے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی تصنیف "السواد اعظم اور تحریک آزادی ہند" کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔ نام نہاد مسلمانوں کے نام نہاد لیڈر ابوالکلام آزاد نے تو مشرکین کو مسجد میں لانے کے جواز پر ایک تفصیلی رسالہ بھی لکھ دیا تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اپنے دوست و دشمن کی پہچان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔)

ملفوظات شریف میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ چند احکامات مسجد کی بابت ارشاد فرمائے ہیں۔ صرف اتنے ہی احکامات مسجد ہیں یہ سوچنا غلط ہے۔ تفصیلی احکامات کے لئے فتاویٰ رضویہ، بہار شریعت

وغیرہ فقہی کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔ ہم نے "افکار رضا" کے موضوع کی نسبت سے صرف وہی احکام لکھے جو ملفوظات امام احمد رضا میں بیان ہوئے۔ پروردگار عالم ہمیں صحیح معنوں میں اپنی عبادت گاہوں کی تعظیم و توقیر کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

حوالہ

(۱) ہمارے پاس "الملفوظ" کا فیاض الحسن بک سیلر۔ کانپور کا شائع کردہ نسخہ ہے اس میں صفحہ نمبر ۲۶۸ پر یہ ملفوظات درج ہیں۔ راقم

(۲) مقالہ میں قوسین کے الفاظ راقم کے ہیں۔

بشکریہ جناب خلیل احمد رانا صاحب

پیشکش:۔ محمد احمد ترازی

شمع عقیدت رضا۔ علی میاں

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی ۱۰۲۔ جسولی۔ بریلی شریف

اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی ظاہری زندگی میں اپنی حقیقت ظاہر نہیں کرتے لیکن پردہ کر جانے کے بعد ان کی شخصیت اور عظمت کے حریم کا پردہ اٹھتا ہے تو زمانہ ان کے جلوہ ہائے عظمت و کمال دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔

حضرت علی میاں غلام رسول علیہ الرحمہ بھی ایسی ہی شخصیات میں ایک ہیں۔ انہوں نے دنیا میں رہتے ہوئے خود کو دنیا کیلئے مردہ اور دین کیلئے زندہ رکھا اور یہی ان کی عظمت کا راز ہے اور یہ عظمت اور آخرت کی کامرانی و سرخروئی صرف مرد مومن کا ہی مقدر ہے۔

مرد مومن۔ مہر منیر عرفاں جناب علی میاں غلام رسول صاحب حضور سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ۳۷ویں پشت میں تھے۔ حضور سیدنا عباس عم مکرم نبی معظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خانوادہ کی عظمت و تقدس سارے عالم پر روشن ہے۔ خلافت عباسیہ کی شوکت و عظمت اور اسلام کی سربلندی کے لئے انجام دیئے گئے اس کے کارناموں سے تاریخ کے صفحات روشن ہیں۔

حضور سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ ان کے صاحبزادے حضور سیدنا حمزہ ثانی سے شروع ہوتا ہے۔ ہند میں جب مسلمانوں کی آمد شروع ہوئی اور اسلام کا اجالا پھیلنے لگا تو ان آنے والوں اور روشنی پھیلانے والوں میں خاندان عباسیہ کے بزرگ بھی ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔

حضرت علی میاں صاحب کے خاندان کے چند مشاہیر بزرگان دین جنھوں نے ہند کو اپنا وطن بنایا اور یہیں آسودہ ہوئے حسب ذیل ہیں۔

(۱) حضرت شاہ علی سرمست رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (مزار پر انوار سیت پور پاٹن گجرات میں ہے۔)

(۲) حضرت شاہ سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ (مزار مبارک ناگور راجستھان میں ہے۔)

(۳) حضرت سیدنا قطب شاہ محمود نور اللہ مرقدہ۔ (مزار شریف کارنٹھا لوناواڑ ضلع پنچ محل گجرات میں ہے۔ آپ صاحب کمالات ولی تھے۔ آپ کے مزار پر پہنچتے ہی آسیب زدہ پر سکون ہو جاتا ہے اور چند ایام کی حاضری سے مکمل طور سے صحت یاب ہو جاتا ہے۔ آپ کے مزار پر لوگ بوتلوں میں پانی بھر کر رکھ دیتے ہیں اور پھر لے جاکر استعمال کرتے ہیں اور شفاء پاتے ہیں۔

(۴) حضرت قاضی حمید الدین عرف چاہ لدہا قدس سرہ العزیز۔ آپ کا مزار اقدس بیرپور ضلع کھیڑا گجرات میں ہے۔

(۵) حضرت سیدنا شاہ قاضی محمود دریائی علیہ الرحمہ۔ مزار پاک بیرپور شریف نزد بالا سنور ضلع کھیڑا گجرات میں ہے۔

(۶) حضرت قاضی محمد قدس سرہ العزیز۔ مزار پاک سرس پور احمد آباد میں ہے۔

(۷) حضرت شاہ حماد علیہ الرحمہ۔ مزار پاک سرس پور احمد آباد میں ہے۔
حضرت علی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انہیں بزرگان دین کی اولاد ہیں۔ آپ حضرت قاضی محمود دریائی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضرت شاہ لاڈ محمد صاحب علیہ الرحمہ کی نسل سے ہیں۔ آپ کے والد ماجد کا نام (حضرت) غلام رسول (علیہ الرحمہ) تھا۔ اس لئے علی میاں صاحب کے نام کے آگے غلام رسول لکھا جاتا ہے
چونکہ یہ خاندان اولیاء کرام اور پیران طریقت کا خاندان رہا ہے اس لئے اس خاندان کا نام " خاندانے پیرزادۂ انس خاندان کے لوگ اپنے ناموں کے آگے " پیرزادہ " لگاتے ہیں۔

ولادت۔ جناب غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو بیٹے پہلے سے تھے۔ تیسرے بیٹے کی صورت میں رب عظیم نے جناب " علی میاں " کو عطا فرمایا۔ آپ کی ولادت بیر پور شریف ضلع کھیڑا گجرات میں ۱۹۰۶ء میں ہوئی۔ آپ کا نام " محمد خلیل " رکھا گیا۔ آپ کے والد صاحب کم سنی ہی میں فوت ہوگئے تھے۔ لہٰذا تعلیم و تربیت کی ذمہ داری والدہ ماجدہ نے سنبھالی۔

تعلیم و تربیت۔ رسم بسم اللہ خوانی کے بعد ابتدائی تعلیم کے لئے مدرسہ میں داخل کرائے گئے کلام پاک اور دینی تعلیم کے بعد اسکول میں داخل کرائے گئے۔

علی میاں نام رکھا گیا۔ اسکول میں داخلے کے وقت نام علی میاں لکھایا گیا۔ آپ کی والدہ آپ کو علی یعنی علی جی کہا کرتی تھیں۔ ۱۹۳۵ء میں بمبئی یونیورسٹی سے گریجویشن کیا۔ پڑھائی کے بعد اپالو بندر بمبئی میں سروس ملی۔ تقسیم ہند کے بعد آپ کا تبادلہ لاہور ہوگیا۔ لہٰذا آپ نے صرف تین ماہ لاہور رہ کر سروس چھوڑ دی اور دوبارہ بمبئی آگئے۔ یہاں سی لائٹ الیکٹرک کمپنی میں ملازم ہوئے اور ۱۹۵۳ء تک کام کیا۔

بحرین کو روانگی۔ ۱۹۵۳ء میں آپ ایک کمپنی میں ملازم ہوکر بحرین چلے گئے۔

بیعت۔ جس آفس میں علی میاں صاحب ملازمت کرتے تھے اسی آفس میں ایک بزرگ شیخ حسین میاں احمد آبادی آیا کرتے تھے۔ جب انہیں معلوم ہوا کے علی میاں صاحب حضرت قاضی محمود دریائی دولہا جیسے ولی کامل کی اولاد میں ہیں تو آپ کو ان سے بڑی محبت ہوگئی اور دونوں صاحبان گہرے دوست بن گئے۔ انہیں شیخ حسین میاں صاحب کے مشورے سے علی میاں صاحب محرق میں مقیم ایک بزرگ حضرت شیخ حجازی صاحب (علیہ الرحمہ) سے مرید ہوگئے۔ حضرت شیخ حجازی صاحب صاحب کرامت بزرگ تھے۔

اعلیٰ حضرت تک سلسلہ۔ علی میاں صاحب کو شیخ حسین میاں قبلہ نے اپنی خلافت واجازت سے اس لئے نوازا کہ علی میاں کا سلسلہ طریقت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نوراللہ مرقدہ تک پہنچ جائے۔ یہ سلسلہ اس طرح ہیں۔
علی میاں۔ شیخ حسین میاں۔ حضرت طاہر اشرف جیلانی۔ مبلغ اسلام حضرت علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی حضور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔
علی میاں کو اعلیٰ حضرت سے بڑی عقیدت و محبت تھی اور آپ نے اپنے صاحبزادے جناب عبدالخالق پیرزادہ صاحب کو خود مرید نہ کرکے یا کسی اور سے مرید نہ کراکر حضور مفتی اعظم ہند سے بیعت کا حکم دیا

الحمدللہ جناب عبدالخالق صاحب سرکار مفتی اعظم ہند رحمہ اللہ تعالی علیہ کے مرید ہیں اور بریلی شریف سے زبردست عقیدت رکھتے ہیں۔

عامل قل ھواللہ۔ مرشد اجازت حضرت شیخ حسین صاحب نے حضرت علی میاں صاحب کو قل ھواللہ کا ایسا عامل بنا دیا تھا کہ بڑا سے بڑا جن آپ سے گھبراتا تھا اور جس کسی کو آسیب یا جن کا خلل ہوتا تھا وہ علی میاں علیہ الرحمہ کے پاس آتے ہی ٹھیک ہو جاتا تھا اور دوبارہ وہ اس خلل میں مبتلا نہیں ہوتا تھا۔

حج و زیارت۔ علی میاں صاحب ۱۹۷۶ء میں حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔

وطن واپسی۔ ۱۹۸۴ء میں آپ بحرین سے ہند لوٹ آئے۔

معمولات۔ قبلہ علی میاں ہمیشہ باوضو رہتے تھے۔ بعد وضو نماز تحیۃ الوضو پابندی سے پڑھتے۔ بعد فجر۔ ذکر۔ نماز اشراق۔ تلاوت کلام پاک بعدہ کچھ آرام پھر ذکر۔ نماز چاشت وغیرہ۔ نماز تہجد کے پابند تھے۔ ہفتے میں پیر۔ بدھ اور جمعرات کو روزہ رکھتے۔ کبھی کبھی سال ڈیڑھ سال برابر روزے سے ہی رہتے۔ روزانہ شجرہ پڑھنے کے بعد پیران سلسلہ کو ایصال ثواب کرتے مسلک اعلیٰ حضرت کے تحت پابند تھے۔ بد مذہبوں بالخصوص نجدیوں دیوبندیوں سے سخت نفرت کرتے تھے۔ آپ بہت ہی سادگی پسند تھے۔ کبھی کبھی بغیر جوتا پہنے مسجد یا قبرستان یا مزارات بزرگان دین پر جاتے۔

وصال مبارک۔ ۶ ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ/ ۷ مئی ۱۹۹۵ء بروز اتوار صبح دس بجے آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ نچلی پیٹھ بڑودہ میں نماز جنازہ پڑھی گئی اور ماتریا قبرستان میں دفن ہوئے۔

چند واقعات۔ مرشد اجازت کے حکم سے آپ نے آخری عمر میں بیعت و ارشاد کا سلسلہ بھی شروع کیا تھا۔ کئی آسیبی مریض آپ سے مرید ہونے کے بعد صحت یاب ہو گئے۔ آپ کے تعویذوں میں بڑا اثر تھا۔ آپ کی دعاؤں میں بھی بڑی تاثیر تھی۔ آپ غرباء و سائلین کی خفیہ طریقے سے مدد فرمایا کرتے تھے۔

حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم **کی زیارت**۔ آپ حضور سرور کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی زیارت اقدس سے خواب میں مشرف ہوئے تھے۔

مادہ ہائے تاریخ وصال۔ مولانا منصور علی خان۔ مولانا حکیم ہزاروی۔ مولانا انور علی بہرائچی اور راقم عبدالنعیم عزیزی نے حضرت علی میاں علیہ الرحمہ کے کئی مادہ ہائے تاریخ وصال استخراج کئے۔ چند مادے حسب ذیل ہیں۔

۱ ۔ اللھم اغفر۔ علی میاں فیروز مند (از مولانا منصور علی خان)

۲ ۔ ادخلی فی جنتی علی میاں (از مولانا حکیم ہزاروی صاحب)

۳ ۔ تاریخ وصال عابد (از مولانا انور علی صاحب)

۴ ۔ نورالوالی الغفار مرقدہ ۵ ۔ رخصت بندہ ناجی ۶ ۔ رحلت عاشق نورالہدیٰ

۷ ۔ شمع عقیدت رضا ۸ ۔ مرضی الرب الواحد عنہ (زبروبینہ میں) (از۔ راقم عبدالنعیم عزیزی)

رضانامے

○ محمد ادریس رضا الثقافی ۔ ناکور شریف بولایۃ ۔ راجستان

یسرنی جدا ان اکتب الیکم ھذہ الرسالۃ ، معبرا لکم عن اخلص تیحیاتی و تقدیراتی علی جھودکم الطیبۃ المبارکہ فی خدمۃ الاسلام والمسلمین۔

انا قاری متاثر لمجلۃ التی تبین لنا عقیدۃ اھلسنۃ والجماعۃ بدلائل القاطعۃ و براھین الساطعۃ ، سددﷲ خطاکم فی نصرۃ دینہ الاسلام ۔ وارجو من سماحتکم الکریمۃ ان تتفضلوا بارسال مجلتکم الشریفۃ استمرارا ، وفی الختام اسال ﷲ ان یوفقنا و ایاکم لخدمۃ الاسلام و المسلمین۔

○ قاضی غلام نبی نورانی ۔ ایڈیٹر روزنامہ "سری نگر" ۔ کشمیر

کئی ماہ سے "افکار رضا" رسالہ متواتر مل رہا ہے ۔ شکریہ ! آخری شمارہ اکتوبر تا دسمبر ۹۷ء اور جنوری تا مارچ ۹۸ء ملا ۔ دونوں شمارے پڑھ کر حضرت فاضل محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں معلومات میں اضافہ ہوگیا ۔ محترم ڈاکٹر غلام یحیی انجم استاد مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کے مقالہ کا مطالعہ کرکے بہت ہی محظوظ و مستفید ہوا اور حضرت امام احمد رضا کے ساتھ عقیدت و محبت میں اضافہ ہوگیا ۔ یہ شمارہ پڑھ کر اندازہ ہوا کہ امام احمد رضا لاثانی عالم تھے پوری امت مسلمہ خاص کر سنّی مسلمان اس امام ہمام پر جتنا فخر کریں گے اتنا کم ہے ۔ امام رضا کو ہر علم وفن میں جو ید طولیٰ حاصل تھا اپنوں نے کیا پرایوں نے بھی اس کا اعتراف کیا ۔ اس امام پر پوری دنیا ناز کرتی رہے گی ۔ ان کی علمی بصیرت دیکھ کر اگر میں ان کو امام اعظم ثانی کے نام سے پکاروں تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا واقعی وہ اس بات کے مستحق ہیں ۔

میری دعا ہے کہ اللہ میرے دل میں ان کی محبت میں اضافہ کرے تاکہ یہ حدیث پاک صادق آجائے ۔ المرء مع من احب الیہ ۔ اور جناب ڈاکٹر غلام یحیی انجم صاحب کے علم و فضل میں اضافہ کرے ۔ جنھوں نے حضرت امام بریلی پر محققانہ مقالہ لکھ کر حق ادا کیا ۔

میں ذاتی طور پر بہت غمگین ہوں کہ حضرت امام رضا کے بارے میں زیادہ علمیت نہیں رکھتا ہوں یقیناً یہ مجھ کم ذات میں ہی خامی ہے ۔ دنیاوی تنظیمی اور صحافتی مصروفیت نے بہت ہی گھیر لیا ہے عمر کا ایک اہم حصہ گذر گیا ہے ۔ قلمی اور تحریری خدمات نے بھی جواب دیا ۔ قریب ۲۵ سال سے صحافت کے میدان میں کام کیا ۔ ہفت روزہ اور ماہنامہ رسائل کیا بلکہ روزنامہ اخبار کی ادارت کی ذمہ داریاں بھی میرے ہی سر پر ہیں ۔ مطالعہ کا وقت بہت کم ملتا ہے پھر بھی سونے سے پہلے کوئی نہ کوئی کتاب ہاتھ میں لیتا ہوں آج کل حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کی مشہور کتاب "شرح الصدور فی شرح حال الموتی والقبور" ناشر

رضوی کتاب گھر بھیونڈی زیر مطالعہ ہے۔

رسالہ "افکار رضا" جوں ہی ڈاک میں ملا۔ ایک ڈیڑھ گھنٹہ میں پڑھ ڈالا۔ بہت ہی شوق سے پڑھا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی رسالہ جاری و ساری رکھیں گے۔ اللہ آپ کو اور تحریک فکر رضا کے دوسرے اراکین کو نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے اور اس تحریک کو چلانے میں آپ کی خدمات اللہ تبارک و تعالیٰ قبول فرمادیں اور حضرت امام رضا کی (جو یقیناً ایک عاشق رسول پیغمبر رحمت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تھے) خوشنودی حاصل ہو۔

○ مرکزی مجلس رضا۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی۔ ایڈیٹر ماہنامہ "جہان رضا"۔ لاہور

طالب خیریت۔ بخیریت! ایک عرصہ سے آپ کے نوازش نامہ سے محروم ہوں۔ پھر آپ کا "افکار رضا" بھی کئی ماہ سے جلوہ افروز نہیں ہوا۔ ادھر ہم لوگ بھی تحفہ درود شریف کی طباعت، اشاعت اور تقسیم میں مصروف رہے۔ اور جنوری کے بعد "جہان رضا" کی اشاعت بھی معلق رہی آج تازہ "جہان رضا" کا فروری مارچ اپریل چھپ کر آیا تو آپ کو ارسال کر رہا ہوں۔

"افکار رضا" کے لئے آپ کے احباب منتظر ہیں۔ ہمیں اپنے شوق و ذوق کی اطلاع دیتے ہیں۔ مجھے آپ کی مشکلات کا احساس ہے۔ پھر جن حالات میں سے ہم لوگ گذر رہے ہیں اس کی وجہ سے کئی دینی رسائل دم توڑ گئے ہیں۔ بایں ہمہ ہم لوگ "جہان رضا" کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ آپ کے "افکار رضا" کی اہمیت اور افادیت نے ہندوستان کے حلقہ رضویت کو متاثر کیا ہے۔ اور کونے کونے سے لوگوں کی نگاہیں آپ کی طرف اٹھتی ہیں۔ آپ اسے مختصر کرکے لاتے رہیں۔ تاکہ یہ شمع اپنی روشنی پھیلاتی رہے۔ پچھلے دنوں آپ نے "افکار رضا" کو بڑا ضخیم بنا دیا تھا۔ کتابیں اپنی جگہ نہایت اہم کردار ادا کرتی ہیں مگر آپ کے افکار رضا" کی اہمیت اور ہے۔ اس لئے اسے جاری رکھیں۔ ہمارا "جہان رضا" دیر سے آرہا ہے مگر یقین جانیے کہ ہمارے قارئین یاد دلاتے ہیں کہ کتابیں اپنی جگہ مگر "جہان رضا" کی افادیت کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ اللہ کرے آپ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوجائیں۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کے جذبہ کار اور حالات کو اپنے محبوب کی برکات سے درست فرمائیں۔

پچھلے دنوں ہمارے ملک کے کئی مقتدر سنی علماء فوت ہوگئے۔ جن سے بے پناہ صدمہ ہوا۔ مولانا محمد حسین نعیمی جامعہ نعیمیہ لاہور۔ مولانا احمد حسن نوری۔ مولانا خلیل احمد قادری خطیب مسجد وزیر خان۔ مولانا انوار الاسلام رضوی مالک مکتبہ قادریہ لاہور۔ پیر کرم شاہ صاحب الازہری بھیرہ شریف۔ جسٹس شریعت کورٹ پاکستان۔ پھر لندن کے ہمارے رضویت کے قلمکار جناب ہارون صاحب یکے بعد دیگرے ہم سے جدا ہوگئے۔ اس بار "جہان رضا" میں ان حضرات کے لیے تعزیتی نوٹ لکھے گیے ہیں۔

مجھے پچھلے دنوں الکوثر کے دو شمارے ملے ہیں۔ اگر ان کے ایڈیٹر کو خط لکھیں تو میرا شکریہ ادا فرمائیں

○ سید صابر حسین شاہ بخاری۔ ادارہ فروغ افکار رضا۔ برھان شریف۔ پاکستان

"افکار رضا" کے دونوں شمارے باصرہ نواز ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم اہل سنت کے نامور قلم کار ہیں۔ ان کے مقالات صوری اور معنوی لحاظ سے بے مثال ہوتے ہیں۔ "جہان رضا" میں ان کا ایک مقالہ "دیوبند کا اصلی بانی کون؟" نہایت ہی چونکا دینے والا تحقیقی نوعیت کا ہے۔ اب "افکار رضا" کے دسویں شمارے میں "امام احمد رضا اور فن تاریخ گوئی" کے عنوان سے خامہ فرسا ہوئے ہیں۔ ماشاء اللہ یہ بصیرت افروز مقالہ بھی اہل ذوق کے لئے ایک نعمت مرقبہ سے کم نہیں ہے۔ اس موضوع پر فقیر کا ایک مقالہ "امام الوقت رضا بہ زبان طارق" منظر عام پر آچکا ہے۔ اس کی کچھ کاپیاں جلد ہی ارسال کردوں گا۔ انشاء اللہ۔ اعلیٰ حضرت کے وصال پر قطعات بھی جمع کرنے میں مصروف ہوں۔ اگر آپ کے علم میں کوئی "قطعات وصال اعلیٰ حضرت" ہوں تو پہلی فرصت میں ارسال کردیں تاکہ انہیں بھی شامل کرلوں۔

افکار رضا کا گیارہواں شمارہ بھی اپنے دامن میں گراں قدر مقالات لے کر جلوہ گر ہوا ہے۔ اداریہ نہایت معلومات افزاء اور جرات مندانہ اقدام کا مظہر ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ مولانا محمد علی رضا قادری کے مقالہ "امام احمد رضا اور بیان نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم" کی سطر سطر سے عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتے پھوٹتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد مالک نے "امام احمد رضا کا مقیاس ذہانت" لکھ کر ارباب علم و دانش کو ورطہ حیرت میں مبتلا کردیا ہے۔ محمد ادریس رضوی نے فتاویٰ مصطفویہ کی روشنی میں جاہل عوام اور پیر بے لگام کی خوب خبر لی ہے۔ ان جہلاء نے اہل سنت کو بدنام کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ ان کا تعاقب از بس ضروری ہے۔ "علامہ وصی احمد محدث سورتی اور امام احمد رضا محدث بریلوی" راقم کی سعی ناتمام ہے۔ اس میں دونوں کی رفاقت پر مشتمل ایمان افروز واقعات کو جمع کیا گیا ہے۔ عصر حاضر کے علماء اہل سنت کے لئے اس میں درس عبرت ہے۔ یہ بھی آپس میں شیر و شکر بن کر رہیں۔ تاکہ اغیار کو انگلی اٹھانے کا موقع نہ مل سکے۔ فیض ملت علامہ فیض احمد اویسی کے قلم سے "حدائق بخشش" کے ایک شعر کی شرح مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر پیش کی گئی ہے۔ علامہ فیض احمد اویسی "حدائق بخشش" کی شرح ۲۵ جلدوں تک لکھ چکے ہیں۔ اب تک آپ دو ہزار سے زائد کتابیں لکھ چکے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے صحیح جانشین ثابت ہوئے ہیں۔ رضا اکیڈمی برطانیہ اور ڈاکٹر محمد ہارون کے بارے میں پڑھ کر ایمان تازہ ہوا مگر یہ خبر دنیائے اہل سنت کے لئے ایک عظیم سانحہ سے کم نہیں ہوگی کہ ڈاکٹر محمد ہارون ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

اخبار رضا کا کالم اپنے دامن میں معلومات افزا خبریں لے کر آرہا ہے۔ یہ خبر فقیر کے لئے نہایت مسرت بخش ہے کہ ادیب شہیر مولانا محمد وارث جمال قادری نے چالیس صفحات کی تقدیم لکھ کر فقیر کی کتاب "احترام سادات اور امام احمد رضا" ممبئی سے شائع کردی ہے۔ فقیر ان کا تہ دل سے شکر گذار ہے کہ انہوں

نے بندہ کی کوشش کو خراج تحسین پیش کرکے حوصلہ افزائی کی ہے۔

فقیر "تقاریظ امام احمد رضا" بھی جمع کرنے میں مصروف ہے۔ کافی کام ہو چکا ہے اگر انڈیا میں کسی کتاب پر اعلیٰ حضرت کی تقریظ ہو تو ضرور ارسال کریں تاکہ یہ بھی شامل کی جائے۔ مجلہ "الکوثر" میں سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کے بارے میں فقیر کا ایک مقالہ چھپا ہے۔ اس شمارے کی ایک کاپی مطلوب ہے۔

امسال "پیغام رضا" اور "یادگار رضا" کے نمبروں پر بھی نظر رکھیں اور بھیجنے پر مہیا فرمائیں۔ عرصہ ہوا مقالہ "پردہ اٹھ گیا" کی تدوین میں مصروف ہوں مگر مواد کی کمیابی رکاوٹ بن رہی ہے۔ کئی بار لکھ چکا ہوں کہ رضویات پر انڈیا کی مطبوعات فقیر کے لئے از بس ضروری ہیں۔ سوغات رضا، قائدین تحریک آزادی، امام احمد رضا ایک مظلوم مفکر اردو، اصلاح فکر و اعتقاد، عشق رضا کی سرفرازیاں، الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی (اردو مطبوعہ بریلی) اور دیگر مطلوبہ کتابوں کا نہایت شدت سے منتظر ہوں۔ آپ نے لکھا تھا کہ مئی یا جون کو پاکستان آؤں گا۔؟ لیکن تا حال آپ نے کوئی اطلاع نہیں دی۔ تمام احباب کی خدمت میں سلام۔

اخبار رضا

○ ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵ صفر المظفر ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۹، ۲۰، ۲۱ جون ۱۹۹۸ء کو بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کا عرس شریف بڑے ہی تزک و احتشام سے منایا گیا۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت فرما کر اس عرس کو رونق بخشی۔ کثیر تعداد میں علماء، مشائخ حضرات بھی شامل عرس تھے۔

○ ۲۰ جون ۱۹۹۸ء کو آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ کے زیر اہتمام امام احمد رضا کانفرنس بیخ کمیونٹی ہال بریلی شریف میں منعقد کی گئی۔ علامہ سید ضمیر احمد زیدی کی صدارت، مولانا شہاب الدین کی نظامت اور ڈاکٹر محمود حسن بریلوی کی کنوینرشپ میں پروگرام کا آغاز ہوا۔ اس کانفرنس میں ڈاکٹر نوشاد عالم چشتی، مفتی عبدالحکیم، ڈاکٹر ایم حنیفہ کاروار، شیخ ابو بکر بن محمد، الحاج احمد توفیق حاجی بابو (کولمبو سری لنکا)، شیخ عبدالقادر فاکہانی (لبنان)، ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم وغیرہ نے مقالے پڑھے۔ وقت کی قلت کی بنا پر بہت سے اسکالرز مقالہ پڑھنے سے محروم رہ گئے۔ خصوصی طور پر علامہ اختر رضا ازہری میاں مدظلہ النورانی بھی شریک کانفرنس تھے آپ نے شیخ عبدالقادر فاکہانی لبنانی کی عربی تقریر کا اردو ترجمہ کیا۔ اور آخر میں آپ ہی نے صلوٰۃ و سلام پڑھ کر کانفرنس کا اختتام کیا۔ اس موقع پر مندرجہ ذیل کتابوں کا اجراء ہوا۔

(۱) الدولۃ المکیہ (عربی) ــــ اعلیٰ حضرت ــــ ناشر الرضا مرکزی دارالاشاعت ــــ بریلی شریف

(۲) الاستمداد ــــ اعلیٰ حضرت ــــ ناشر الرضا مرکزی دارالاشاعت ــــ بریلی شریف

(۳) الکشف الشافیہ (عربی) ــ اعلیٰ حضرت ــــ ناشر رضا اکیڈمی ــــ ممبئی

(۴) مولانا حسنین رضا خان بریلوی حیات و خدمات ــــ مولانا شہاب الدین رضوی ــــ رضا اکیڈمی ممبئی

○ تحریک فکر رضا ممبئی کے زیر اہتمام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی تصنیف "الاستمداد علی اجیال الارتداد" شائع کی گئی ہے جس کے ناشر ہیں الرضا مرکزی دارالاشاعت۔ محلہ سوداگراں، بریلی شریف ○ تحریک فکر رضا کی کوششوں سے مندرجہ ذیل کتب شائع ہوئی ہیں جو ان کے ناشرین سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

(۱) "امام احمد رضا ایک مظلوم مفکر" مصنف:۔ علامہ عبدالستار ہمدانی ناشر:۔ انڈین اسلامک مشن (۲) "مودودی صاحب کی تعلیمات کا منصفانہ جائزہ" مصنف:۔ محبوب ملت مفتی محبوب علی خان ناشر ادارہ شرعیہ۔ مسجد اشرفیہ۔ منیش مارکیٹ ممبئی۔ ۱ (زیر اہتمام مفتی اشرف رضا) (۳) دی گریٹ بیونڈ The Great Beyond مصنف:۔ علامہ سید آل رسول حسنین میاں برکاتی۔ ناشر انجمن برکات رضا، پھول گلی ممبئی۔ ۳ ○ مکتبہ نعیمیہ۔ دہلی نے مولانا غلام مصطفےٰ نقشبندی مسعودی کی مرتبہ "مضامین میلاد" شائع کردی ہے۔ ○ "امام احمد رضا اور علوم عقلیہ" مصنف علامہ مفتی شبیر حسن رضوی جامعہ بک ڈپو، قصبہ روناہی، ضلع فیض آباد۔ یوپی نے شائع کردی ہے۔ قیمت ۱۵ روپے۔ ○ مولانا اختر حسین بستوی کی تالیف "جدید مسائل زکوٰۃ" کتب خانہ امجدیہ۔ مہراج گنج، ضلع بستی۔ یوپی نے شائع کی ہے۔ قیمت ۷ روپے۔

ڈی ۳۱ / ۱۴۷، مدنپورہ، وارانسی (بنارس) نے مولانا کوثر نیازی کا مقالہ "امام احمد رضا ایک ہمہ جہت شخصیت شائع کر دیا ہے۔ ○ رضا اکیڈمی۔ بمبئی نے امسال عرس رضا کے موقع پر مندرجہ ذیل کتب شائع کی ہیں (۱) "یاد گار رضا ۱۹۹۸" (امام احمد رضا پر مقالات کا مجموعہ) (۲) "الکشف الشافیہ" (عربی) از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا (۳) "مولانا حسنین رضا خان بریلوی۔ حیات اور خدمات" مصنف مولانا محمد شہاب الدین رضوی ○ مکتبہ نعیمیہ۔ ۴۲۳ مٹیا محل، جامع مسجد۔ دہلی نے حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کی تصنیف "اطیب البیان فی رد تقویت الایمان" ڈاکٹر نوشاد عالم چشتی کی سو صفحات کی تقدیم کے ساتھ شائع کر دی ہے۔ ○ مکتبہ نعیمیہ۔ دہلی نے "امام احمد رضا۔ ملک سخن کے شاہ" شائع کی ہے جس کے مولف ہیں عقیل احمد خان اکبری۔ ○ المجمع الاسلامی۔ مبارک پور نے حضرت سید شاہ ابو الحسین احمد نوری کی تصنیف "سراج العوارف فی الوصایا و المعارف" شائع کی ہے۔ عربی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی نے۔ قیمت ۳۰ روپئے۔ ○ ادارہ استقامت ۲۴ / ۳۸۸، ریل بازار، کانپور۔ ۲۰۸۰۰۴ نے مولانا محمد ظہیر الدین قادری کی تصنیف کا انگریزی ترجمہ The Final Verses (سلمان رشدی کی کتاب "شیطانی آیات" کا رد) شائع کی ہے۔ ○ تحریک فکر رضا۔ اننت ناگ۔ کشمیر نے علامہ محمد شفیع اوکاڑوی کی "راہ حق" شائع کر کے مفت تقسیم کی ہے۔ ○ ادارہ رضائے برکات۔ ممبئی نے ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی تالیف "قرآن، سائنس اور امام احمد رضا" کا انگریزی ترجمہ شائع کر کے مفت تقسیم کیا ہے۔

SUNNI LINKS ON INTERNET

(1) Ahl - assunnah http:// www.geocities.com/~abdulwahid

(2) Ahle Sunnat Foundation of America (ASFA)
http://www.sunnah.org/.

(3) Imam Ahmed Raza Academy :
http://www.raza.co.za/.

(4) www.naqshbandi.org (aliyya)

(5)Waqf Ikhlas :
http:/www.ihlasnet.com.

(6) http://www.ummah.net/Al_ adaab/index. html

(7) Dawat - e - Islami :
http://www.dawateislami.net/.

(8) Islamic Book Club :
http://www. islamicbookclub.com/

(9) www.come.to/naqshbandi (Mujadiyya)

(10) www.naqshbandi.net/haqqani

(11) Halaal Food Board :
http ://www. halaal.demon.co. uk/

(12) Muslims of America
http:/idt.net/~ moa786/index.html

(13) http://www. islam.co.za/Soutul- islam/default. htm

تحریکِ فکرِ رضا

ہمارے مقاصد:

- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے افکار و نظریات کو زیادہ سے زیادہ متعارف کرانا۔
- علماءِ اہلِ سُنّت و جماعت کی رہنمائی میں مفکرین اور محققین کی ایک ٹیم کا فکرِ رضا کی ترویج و اشاعت میں دِن رات کوشاں رہنا۔
- امام احمد رضا کی تصانیف کو سہل انداز میں جدید اسلوب کے ساتھ شائع کرنا۔
- امام احمد رضا کی تصانیف کو ملک کی مختلف اور بین الاقوامی زبانوں میں شائع کرانا۔
- اربابِ فکر و دانش کو امام احمد رضا کی تحقیقات کی طرف متوجہ کرنا۔
- ہر اُٹھتے ہوئے سوالوں کو امام احمد رضا کی تحقیقات کی روشنی میں جواب دینا۔

فکرِ رضا کو عام کرنے کے لیے آپ ہمارا تعاون کیجیے۔
آپ کا تعاون جہاد بالقلم میں ہمارا مددگار ہوگا۔

بشکریہ جناب خلیل احمد رانا صاحب

پیشکش:۔ محمد احمد ترازی